ثانی ٹیپو سلطان

شہید شیخ بخاری عرف شیخ بھکاری انصاری

اور

آزادی کی پہلی لڑائی 1857ء

مرتب

ایم ڈبلیو انصاری

حالی پبلشنگ ہاؤس

ثانئ ٹیپو سلطان

شہید شیخ بخاری عرف شیخ بھکاری انصاری

اور

آزادی کی پہلی لڑائی 1857ء

مرتب

ایم ڈبلیو انصاری

تقسیم کار

حالی پبلشنگ ہاؤس

275/6، للیتا پارک، لکشمی نگر، دہلی-92

Sani-e-Tipu Siltan

Shaheed Shaikh Bukhari Urf Shaikh Bhikari Ansari

Aur Azadi Ki Pahli Ladaee 1857

M.W. Ansari
Usia Resort (Queens ,Home) Koh-E-Fiza. Bhopal,M.P. Pin :-462001
Mob: 9425245544 0755-2743636
E-mail : mwansari1984@gmail.com

نام کتاب : ثانئ ٹیپو سلطان شہید شیخ بخاری عرف شیخ بھکاری انصاری اور آزادی کی پہلی لڑائی 1857ء

مرتب : ایم ڈبلیو انصاری

اشاعت اوّل : 2022

قیمت : 200 روپے

صفحات : 128

تعداد : 500

کمپوزنگ : انصاری صبیحہ اطہر

سرورق : سید اسد علی واسطی

مطبع : نیو پرنٹ سینٹر، دریا گنج، نئی دہلی

زیر اہتمام : • انصاری احمر حسین

حالی پبلشنگ ہاؤس، 275/6، للیتا پارک، لکشمی نگر، دہلی-110092

• بے۔ نظیر انصار ایجوکیشنل اینڈ سوشل ویلفیئر سوسائٹی
اُسیا رسورٹ (کوئینس ہوم) کوہ فضا، احمد آباد پیلیس روڈ، بھوپال۔ ۴۶۲۰۰۱ (ایم۔پی)
ای۔میل :- taha2357ind@gmail.com

ملنے کے پتے : • مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ دہلی، علی گڑھ، ممبئی
• بک امپوریم، سبزی باغ پٹنہ

انتساب

★★★

اُن گمنام و فراموش کردہ

شھداء اور مجاھدین آزادئ ھند

کے نام

جنھوں نے جنگ آزادی کے دوران

اپنی جانیں نچھاور کیں

مال و اسباب قربان کئے

اور

قید و بند کی صعوبتیں

برداشت کیں !

وطن کا ذرہ ذرہ ہم کو اپنی جاں سے پیارا ہے

نہ ہم مذہب سمجھتے ہیں نہ ہم ملت سمجھتے ہیں

آنند نرائن ملا

فہرست

۱۵؍ اگست ۱۹۴۷ء کو ہمارا ملک ہندُستان انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوا۔ مگر اس کے لئے ہمارے بزرگوں نے ایک طویل جدو جہد کی، قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں، گولیاں کھائیں، مال و اسباب کی قربانیاں پیش کیں اور دار ورسن سے سرفراز ہوئے۔ باشندگان ہند نے بلاتفریق مذہب وملت، رنگ ونسل، ذات و برادری اور علاقہ وخطہ جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ اگر ہم یہ کہیں تو غلط نہ ہوگا کہ نعمت آزادی ملک کے تمام تر باشندوں کی اجتماعی جدو جہد کا ثمرہ ہے۔

ملک آزاد ہو جانے کے بعد جنگ آزادی میں حصہ لینے اور اپنی جانیں نچھاور کرنے والوں کی فہرست بندی کی گئی اور ان کے حالات وکوائف درج کئے گئے۔ جدو جہد کرنے والوں کو مجاہد آزادی اور سروں کے نذرانے پیش کرنے والوں کو شہید آزادی کا درجہ دیا گیا۔ ان کی یادگاریں قائم کی گئیں۔ پلوں، سڑکوں، پارکوں، تعلیمی ادارے اور سرکاری وغیر سرکاری عمارتوں و دیگر اشیاء کو ان سے منسوب کر کے انہیں خراج عقیدت پیش کیا گیا جو ایک صحت مند روایت ہے۔

ہمارے وطن عزیز کی بد قسمتی یہ ہے کہ آزادی کے قبل ہی سے یہاں ایک مخصوص فرقہ پرست ذہنیت بھی پروان چڑھتی رہی جو آزادی کے بعد تشکیل پانے والی حکومتوں میں بھی کسی حد تک دخیل ہوگئی۔ نتیجتاً ملک میں لئے جانے والے ہر فیصلے اور کئے جانے والے اقدامات کو اس ذہنیت کے حاملین فرقہ پسندی کے عینک سے دیکھنے لگے۔ ان کے شکار سب سے زیادہ ایس، سی، ایس، ٹی، پسماندہ برادریاں اور مسلمان بالخصوص مسلم پس کردہ برادریاں ہوئیں جس کا سلسلہ نہ صرف ہنوز جاری ہے بلکہ موجودہ حکومت کے دور میں انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں مجاہدین آزادی کے زمرے میں درج فہرست ذات وقبائل اور پس کردہ طبقات بالخصوص مسلم پس کردہ برادریوں کے ساتھ عصبیت سے کام لیا گیا وہیں شہدائے آزادی کے زمرے میں بھی جانبداری کا مظاہرہ کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے وہ اسلاف جنہوں نے ملک و ملت کی آزادی و سرفرازی کی خاطر نہ صرف اپنی جانیں قربان کردیں بلکہ ان کی شہادت کے بعد ان کے مال و اسباب اور جائیداد ضبط کر کے عزیز و اقارب کی زندگیاں تباہ و برباد کردی گئیں، انہیں گوشۂ گمنامی میں دفن کردیا گیا۔ انہیں میں سے ایک جیالے وسرفروش آزادیٔ ہند **شیخ بخاری انصاری** رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جو **شیخ بھکاری انصاری** کے نام سے معروف ہیں۔

شیخ بخاری علیہ رحمۃ کی شخصیت تاریخ ہند میں عبقریت کی حامل ہے۔ ان کی بہادری، انداز جنگ وحرب اور عسکری منصوبہ بندی سے غاصب فرنگی کانپتے تھے۔ اس کا بہتر اندازہ انگریزوں کی اُس فوجی عدالت کے اِس تبصرے سے ہوتا ہے جو ۷؍ جنوری ۱۸۵۸ء کو شیخ بخاری اور ان کے ساتھیوں کو سزائے موت سناتے وقت کیا تھا:

Among the rebels Sheikh Bhikari is the most notorious and dangerous mutineer.

ترجمہ: ’’شیخ بھکاری باغیوں میں سب سے زیادہ مشہور اور خطرناک انقلابی ہیں‘‘

تاریخ شاہد ہے کہ شیخ بخاریؒ کی جدو جہد چھوٹا ناگپور تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ ان کی کوششوں کا دائرہ پورا ملک تھا۔ وہ ہندوستان سے انگریزوں کو نکال باہر کرنا چاہتے تھے۔اس لئے اگر انہیں **ٹیپو سلطان ثانی** کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ بعداز آزادی نہ تو مرکزی حکومت اور نہ ریاستی حکومتوں نے اس جاں نثار وطن کو سرکاری سطح پر وہ مقام عطا نہیں کیا جس کے یہ مستحق ہیں۔البتہ اطمنان کی بات تو یہ ہے کہ مقامی لوگوں کے درمیان ان کے انقلابانہ وسرفروشانہ زندگی، بہادری اور شہادت کی داستانیں زبان زد عام ہیں اور انہیں اپنا ہیرو گردانتے ہوئے عقیدت واحترام کا رویہ روا رکھتے ہیں۔

میری اور میرے حلقۂ احباب کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ اس طرح کے گمنام اور نظر انداز وفراموش کردہ مجاہدین وشہدائے آزادی کی شخصیت اور ان کے کارناموں کو منظر عام پر لایا جائے تا کہ موجودہ وآنے والی نسلوں کو معلوم ہو سکے کہ ہمارے اسلاف نے کیسے کیسے کارنامے انجام دیئے ہیں اور کیسی کیسی قربانیاں پیش کی ہیں۔اس سلسلے میں ہماری نظر جب شیخ بھکاری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف گئی تو پتہ چلا کہ ان کے افکار وخیالات، کارناموں اور قربانیوں کے سلسلے میں خاطر خواہ کام نہیں ہوا ہے اور نہ باضابطہ کوئی ایسی کتاب شائع ہوئی ہے جس میں شیخ کی شخصیت اور کارناموں کا جامع تعارف پیش کیا گیا ہو۔ہم نے اس سلسلے میں ایک

ادنی سی کوشش کی اور ایک ایسی کتاب شائع کرنے کا فیصلہ کیا جو ان کے جامع حالات وکوائف پر مشتمل ہو۔

اس سلسلے میں جب ہم نے کوششیں کیں تو معلوم ہوا کہ معروف اردو ہفت روزہ ''**صدائے انصاری**، دہلی'' نے شیخ بخاری پر ایک خصوصی شمارہ شائع کیا ہوا ہے اور اس کے بعض دیگر شماروں میں بھی شیخ کی حیات و خدمات پر مشتمل مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ ہم نے اسے دیکھا اور ہمارے احباب نے فیصلہ کیا کہ ''**صدائے انصاری**'' میں شائع شدہ مضامین وبعض دیگر قلم کاروں کے مضامین شامل کرکے باضابطہ ایک کتاب بعنوان ''ثانی ٹیپو سلطان' شہید شیخ بخاری عرف شیخ بھکاری انصاری اور آزادی کی پہلی لڑائی 1857ء'' شائع کر دی جائے۔ اس کے لئے ہم نے متذکرہ ہفت روزہ کے مدیر جناب انصاری اطہر حسین سے اجازت طلب کی تو انہوں نے نہ صرف بخوشی اجازت دے دی بلکہ اس کی ترتیب وتدوین میں بعض مفید مشورے اور تعاون بھی دیئے جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

کتاب ہٰذا میں شامل مضامین کے اندر ہمارے فاضل مضمون نگاروں نے شیخ کی جائے پیدائش اور سنہ پیدائش کے سلسلے میں اپنی تحقیق کے مطابق جو کچھ بھی لکھا ہے ان میں بعض اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اس لئے شیخ کی تاریخ ولادت کے سلسلے میں حتمی طور پر کسی نتیجے پر پہنچنا مشکل ہے کیونکہ ان تمام میں سے کسی کا کوئی دستاویزی ثبوت سامنے نہیں آتا۔ مگر کثرت روایات اور انگلش وکیپیڈیا اور لغت شہدائے جدوجہد آزادیٔ ہند کے

اندراج کی بنیاد پر ۲ ر اکتوبر ۱۸۱۹ء قوی معلوم پڑتا ہے۔ حالانکہ بتایا تو یہ بھی جاتا ہے کہ شیخ کے ورثاء اور خاندان کے بعض افراد اُن کی سنہ ولادت ۱۸۱۱ء اور جائے پیدائش مکہ ہو پٹے ہی بیان کرتے تھے۔ ایسے معاملات میں خاندانی افراد اور قرابت داروں کی روایت زیادہ اہمیت رکھتی ہے، لہٰذا اس بنیاد پر یہی زیادہ قرین قیاس ہے۔ اس لئے اسے ہی درست تسلیم کر لینا زیادہ مناسب معلوم پڑتا ہے۔ تاہم اس سلسلے میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ اگر کسی صاحب کے پاس اس سلسلے میں کوئی ٹھوس ثبوت ہو تو اسے ضرور سامنے لایا جانا چاہئے۔ ہم اس کا صدق دل سے استقبال کریں گے۔

اس کتاب ''شہید شیخ بخاری عرف شیخ بھکاری انصاری ثانیٔ ٹیپو سلطان اور آزادی کی پہلی لڑائی 1857ء'' کی اشاعت سے قبل گاندھی جی کی جان بچانے والے عظیم مجاہد آزادی بطخ میاں انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے احوال کوائف پر مشتمل ایک کتاب بعنوان ''بطخ میاں انانصاری کی انوکھی کہانی'' اردو میں شائع کی گئی تھی جس کی امید سے زیادہ پزیرائی حاصل ہوئی اور لوگوں کے مطالبے پر اس کا ہندی ایڈیشن بھی شائع کیا گیا نیز انگریزی ایڈیشن کی اشاعت بھی زیر تجویز ہے۔ مذکورہ کتاب کی مقبولیت سے حوصلہ پا کر یہ کتاب آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ حسب سابق اسے بھی شرف قبولیت حاصل ہوگی۔ ہم اس کا ہندی و انگریزی ایڈیشن شائع کرنے کا عزم بھی رکھتے ہیں۔ ان شاء اللہ!

اگر کتاب میں کمپوزنگ، طباعت اور حقائق کے سلسلے میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی یا خامی رہ گئی ہو تو اس کی ساری ذمہ داری میری ہوگی۔ قارئین کرام

سے گزارش ہے کہ اگر ایسا کچھ نظر آئے تو براہِ کرم اس سلسلے میں مجھے باخبر کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں تاکہ کتاب کی دوسری اشاعت میں اسے دور کیا جا سکے۔ اس کے لئے میں شکرگزار رہوں گا۔

اس کتاب کی ترتیب وتدوین کے سلسلے میں اگر ہم معروف دانشور، صحافی اور قلم کار **محمد عارف انصاری، سیتامڑھی 'بہار** کا شکریہ ادا نہ کریں تو یہ بڑی ناسپاسی ہوگی جن کے مختلف تعاون اور مشوروں کی بدولت یہ کتاب ترتیب وتدوین کے مرحلے سے گزر کر طباعت کی منزل تک پہنچ سکی اور اب شائع ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ موصوف ایک بہترین قلم کار ہونے کے ساتھ ہی سماجی وسیاسی کارکن بھی ہیں۔ مختلف سماجی ولسانی تنظیموں سے وابستہ ہیں اور ملک و ملت کے مسائل پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی ہمیں ان کا تعاون حاصل رہے گا۔

اخیر میں ہم اپنے ان تمام احباب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے مجھے اس کتاب کی اشاعت کی ترغیب دی اور مفید مشوروروں سے نوازا۔

ایم، ڈبلیو، انصاری
(مرتب)

پروفیسر احمد سجاد

شیخ (بخاری) بھکاری شہید

شیخ بلندؔ وساکن کھدیا لوٹوا گاؤں نزدسکیدری، رانچی کے ایک خوش حال بنکر خاندان سے تعلق رکھتے تھے ان کے تین بیٹوں میں ایک کا نام شیخ بھکاری (بخاری؟) تھا جن کی پیدائش ۲/اکتوبر ۱۸۱۱ء کو ہوئی، وہ بچپن سے انقلابی ذہن کے مالک، بڑے نڈراور بہادر تھے۔ والدین کی اچھی تعلیم وتربیت، ایسٹ انڈیا کمپنی اور انگریزوں کی ظالمانہ لوٹ کھسوٹ نے انہیں باغی بنادیا تھا۔ ۱۷۔۱۸ برس کی عمر میں مہاراجہ چھوٹا ناگپور کی فوج میں سپاہی کی حیثیت سے بھرتی ہوئے مگر اپنی صلاحیتوں اور عمدہ کارگزاریوں کے سبب دربار میں اچھا مقام بنالیا۔ جلد ہی بڑکا گاؤں، جگرناتھ پور کے راجہ ٹھاکر وشوناتھ سہدیو نے شیخ (بخاری) بھکاری کو دیوانی کے عہدے کی پیشکش کی۔ جہاں آدیباسی اور مقامی انصاری نوجوانوں کو عمدہ فوجی تربیت دیکر راجہ کے عسکری نظام کو مستحکم کیا۔ چھوٹا ناگپور اور سنتھال پرگنہ کے قبائلیوں اور کول، ہو، گونڈ، بھیل، بھومج وغیرہ نے ۱۷۹۵ء ہی سے بغاوتوں کا جو سلسلہ قائم کر رکھا

تھا ان سے وہ خوب واقف تھے چنانچہ شیخ (بخاری) بھکاری نے قبائلی سرداروں کے علاوہ انگریزی فوج کے بعض ذمہ داران جورام گڑھ اور ہزاری باغ کی فوجی چھاؤنیوں اور دفاتر میں کارکرد تھے مثلاً نادرعلی خاں، حوالداررام وجئے دیوگھر کے دوگھوڑسوارفوجی، سلامت علی امانت علی، جمعدارقربان علی وغیرہ کوخفیہ طور پراپنے مشن کا ہمنوا بنالیا۔

اس کے علاوہ انہوں نے چائباسہ، دمکا اور ہزاری باغ کے بھی آزادی کے متوالوں کومنظّم ومستحکم کیا، دیگرریاستوں کے ہم خیالوں سے رابطہ کر کے جدید تر اسلحہ سازی اوراسکی ٹریننگ کا بھی اپنے علاقے میں نظام قائم کیا۔جنگل اور پہاڑی علاقے کی مناسبت سے گوریلہ جنگی تربیت کوترجیح دی۔ ۱۸۵۷ء کے قریب جب پورے اتری ہندوستان میں آزادی کے لیے بغاوت کی آواز گونجنا شروع ہوئی تو شیخ (بخاری) بھکاری نے بھی اپنی مہم تیز تر کردی۔آزادی کے دومجاہد سدھو، کانہو جو ہزاری باغ جیل میں انگریزوں کے قیدی تھے انہیں فرار ہونے کا موقع دیا۔ اس دوران راجہ کنورسنگھ، حضرت محل اور پیرعلی وغیرہ جیسے انقلابیوں سے بھی رابطہ قائم کیا۔

شیخ بھکاری مغل صوبے داروں، مرہٹوں اورافغانوں کی باہمی کشمکش، بہادرشاہ ظفرکی ضعیف العمری، لال قلعہ میں وزیرحکیم احسن اللہ جیسے منافقوں اورغداروں کے طرز پررانچی کے تین زمیندار بل بھدرسنگھ، پتامبرساہی، پٹھوریا کے پرگنایت اورجگت پال سنگھ کی انگریزوں سے ملی بھگت سے بھی واقف تھے اس لیے بہت سنبھل سنبھل کے اقدامات کررہے تھے۔

جب ۱۸۵۷ء میں آزادی کا بگل بجا تو اس وقت تک شیخ (بخاری) بھکاری نے چھوٹا ناگپور کے دیگر علاقوں کو اچھا خاصا منظّم کرلیا تھا۔ اس لیے عام بغاوت کا

غلغلہ بلند ہوا تو چائباسہ، دمکا، سنتھال پرگنہ، ہزاری باغ اور رام گڑھ کے مجاہدین آزادی نے بھی علم بغاوت بلند کر دیا۔ اس دوران تقریباً ۴۵؍انگریز رانچی میں مارے گئے۔ کمشنر چھوٹا ناگپور ڈالٹن گنج، پٹھوریا کے راستے بگودر نکل بھاگا، چترا کے راجہ نے غداری کی اور انگریزوں کو اپنے یہاں پناہ دی۔ اسی طرح ضلع پلاموں میں لفٹننٹ گراہم کو شکست دیکر وہاں قبضہ کرلیا گیا۔ علاقہ انگریزوں سے تھوڑی مدت کے لیے پاک ہوگیا تو اوائل ۱۸۵۷ء میں ڈورنڈا، رانچی میں ٹھاکر وشوناتھ سہدیو کی تاجپوشی اور جشن آزادی کا پورے جوش خروش سے اہتمام کیا گیا۔

چھوٹا ناگپور کے آزاد ہوجانے سے انگریزوں کو خطرہ محسوس ہوا کہ اس طرح بنگال اور اڑیسہ کی شاہ راہ ان کے لیے مسدود ہوگئی اور گرینڈ ٹرنک روڈ (G.T.R.) ان کے ہاتھ سے نکل جانا ایک بڑے خطرے کی بات تھی۔ اس لیے جنرل میکڈونلڈ اور کرنل ڈالٹن کو کلکتہ سے ایسٹ انڈیا کمپنی نے تازہ کمک پہنچائی۔ ادھر آستین کے سانپ مقامی غداروں نے بھی ان کی مدد شروع کی۔ شیخ (بخاری) بھکاری نے پوسو پہاڑ کے غاروں میں جو اپنی کمین گاہیں بنا رکھی تھیں ان کا پتہ دوست نما دشمن پرگنایت نے انگریزوں کو بتا دیا جہاں سے ایک رات شیخ بھکاری گرفتار کر لیے گئے اور ۶؍جنوری ۱۸۵۸ء کو ٹھاکر امراؤ سنگھ کو بھی گرفتار کرلیا گیا اور بڑی عجلت کے ساتھ ۸؍جنوری ۵۸ء کو ان دونوں جیالوں کو چوٹو پالو گھاٹی کے ایک بڑ کے درخت میں لٹکا کے پھانسی دے دی گئی کیونکہ جنرل میکڈونلڈ کے لفظوں میں:

"Among the rebels, sheik Bhikhari is the most Notorious and dangerous mutineer."

''باغیوں میں شیخ بھکاری سب سے زیادہ بدمعاش اور خطرناک باغی ہے''

ملک اور دنیا میں لاکھوں کروڑوں لوگ روزانہ پیدا ہوتے ہیں اور اپنے گھر خاندان اور محلے تک ہی محدود رہتے ہیں۔ سماج کی بری حالت اور اس کی حساسیت سے ان کا کوئی سروکار نہیں ہوتا مگر شیخ (بخاری) بھکاری ان چند مستثنٰی مجاہدین آزادی میں سے ایک ہیں جنہوں نے ملک کی آزادی کے مشعل کو روشن رکھا اور اپنا سر ملک کی بارگاہ میں نچھاور کر دیا۔ کسی نے خوب کہا ہے

ے ہواؤں میں رہے گی میرے خیال کی بجلی
یہ مشت خاک ہے فانی، رہے نہ رہے!

شیخ (بخاری) بھکاری اور ٹکیت امراؤ جیسے دیش بھکتوں کے جذبے اور شہادت کو ہم سلام کرتے ہیں۔ مگر یہ بڑے دکھ کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ان کی شہادت کے اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود جھارکھنڈ سرکار نے ان بہادر سپوتوں پر کوئی توجہ نہیں کی، انہیں یاد نہیں کیا جس کا وہ حق رکھتے تھے۔ یہاں پر بہادر شاہ ظفر کی نظم کا ایک بند مناسب حال لگتا ہے ے

پے فاتحہ کوئی آئے کیوں؟
کوئی آ کے شمع جلائے کیوں؟
کوئی چار پھول چڑھائے کیوں؟
میں وہ بے کسی کا مزار ہوں

☆☆☆☆☆☆

محمد عارف انصاری

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ یعنی ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے (آلِ عمران: ۱۸۵)۔
زندگی ختم ہو جانے کا نام 'موت' نہیں بلکہ یہ لامحدود زندگی کے آغاز کا نام ہے۔ جو لوگ زندگی جیسی نعمت کو کسی عظیم مقصد کی خاطر قربان کر دیتے ہیں، وہ حیاتِ جاوداں پا لیتے ہیں۔ مذہبِ اسلام میں اللہ کی راہ میں اپنی زندگی قربان کر دینے والوں کو شہید کہا جاتا ہے یعنی وہ اپنی جان قربان کر کے اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ زندگی اللہ رب العزت ہی کی امانت ہے جو اسی کو لوٹا رہے ہیں۔ عربی کا ایک مقولہ ہے "حب الوطن من الایمان" یعنی وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ اسے بعض لوگ حدیث رسولؐ بھی کہتے ہیں۔ اس سے قطع نظر کہ یہ حدیث ہے یا قول، سیرۃ و آثار سے اتنا پتہ ضرور چلتا ہے کہ ہجرت کے بعد بھی نبی اکرمؐ کو مکہ سے محبت کم نہ تھی۔ ابن حبان کی ایک روایت ہے: "ہجرت کے بعد آپ علیہ السلام نے مدینہ منورہ کے لئے دعاء فرمائی کہ اے اللہ مدینہ کی محبت ہمارے

دل میں مکہ کی محبت سے زیادہ فرما دے‘‘ (صحیح ابن حبان، الرقم 5600)۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک مسلمان کے لئے وطن سے محبت اور اس کی سرحدوں کی حفاظت کرنا اس کا دینی اور ملی فریضہ ہے۔ مملکت ہند کے بطل جلیل شہید شیخ بخاری انصاری عرف شیخ بھکاری انصاریؒ نے ناپاک فرنگیوں سے وطن عزیز کو پاک کرنے کی غرض سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرما کر یہی فریضہ ادا کیا تھا۔

شیخ بخاری انصاری کے آباء واجداد شیر شاہ سوری کی روپوشی کے زمانے میں چھوٹا ناگپور کی پہاڑیوں کے سرسبز وشاداب دامن میں آباد ہو گئے تھے۔ انہوں نے وہیں اپنا آبائی پیشہ پارچہ بافی کو فروغ دیا اور مقامی قبائلیوں کے درمیان نہ صرف پارچہ پوشی رائج کرائی بلکہ خوش پوشی کا شوق بھی پیدا کیا۔ اس کے علاوہ انہیں صنعت پارچہ بافی سے وابستہ کر کے ان کے لئے معاش کا ذریعہ بھی پیدا کر دیا۔ نیز ان کے درمیان تعلیمی شعور بیدار کر کے ان کے بچوں کی تعلیم کی راہیں بھی ہموار کیں۔ ان خدمات سے مانوس وممنون ہو کر وہ انہیں شیخ جی کہنے لگے۔ (ماخوذ: شہید شیخ بھکاری حیات وخدمات)

شیخ بخاری انصاری کے آباء واجداد خوشحال کاروباری وصنعت کار، تعلیم یافتہ، بہادر اور عصری فنون حرب سے آشنا تھے۔ یہی وجہ تھی کہ علاقے کے مقامی راجاؤں، زمینداروں اور جاگیرداروں سے ان کے تاجرانہ و دوستانہ مراسم تھے۔ ان کے بعض رشتہ دار قرب و جوار کے زمینداروں اور راجاؤں کے درباروں میں اچھے عہدے پر فائز تھے۔ لہٰذا ان کے خاندان کی ایک اچھی کاروباری حیثیت وسماجی شناخت قائم تھی جن کی بدولت جری اور اولوالعزم شیخ بخاری کی رسائی زمینداروں اور بادشاہوں کے درباروں میں بہ آسانی ہو جاتی تھی۔

شیخ یوں تو بچپن ہی سے چنچل مزاج تھے اور گھر کے دینی ماحول میں تعلیم و تربیت نیز والدین کی بہترین پرورش و پرداخت نے ان کے اعلیٰ کردار میں چار چاند لگا دیئے تھے۔ فہم وفراست، معاملہ فہمی، دور اندیشی، منصوبہ سازی، عزم وحوصلہ، ہمت و بہادری، حریت پسندی، حب الوطنی اور جاں نثاری انہیں ورثے میں ملی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بڑکا گڑھ ہٹیا کے راجہ ٹھاکر وشوناتھ شاہ دیو کے دربار میں بہت جلد دیوان اور پھر سپہ سالار اعلیٰ کے عہدے پاکر اثر ورسوخ حاصل کرلیا تھا۔ وہی ٹھاکر شاہ دیو جنگ آزادی میں ان کے اہم معاون و مربی ثابت ہوئے۔ ان کے اہم انقلابی ساتھیوں میں پانڈے گنپت رائے (بھونرو)، جئے منگل پانڈے، نادر علی خان، ٹکیت امراؤ سنگھ اور گھاسی سنگھ وغیرہم تھے۔

شیخ نے دربار کی مختلف ذمہ داریاں نہ صرف اٹھائیں بلکہ بحسن وخوبی ادا بھی کیں۔ عوام کے اندر تعلیمی شعور بھی بیدار کیا اور روزگار کے مسائل بھی حل کئے اور بعض زمینی اصلاحات بھی کیں۔ وہیں جب فرنگیوں کے ناپاک عزائم بڑھنے لگے تو انہیں ملک سے نکال باہر کرنے میں اپنی پوری قوت وصلاحیت لگادی اور انگریزوں کے دانت کھٹے کردیئے۔ اگر پٹھوریہ کے پرگنیت جگت پال سنگھ نے غداری نہ کی ہوتی تو وہ شہید ٹیپو سلطان کا خواب شرمندۂ تعبیر کرتے ہوئے اُنہی دنوں انگریزوں کو ہندُستان چھوڑنے پر ضرور مجبور کردیتے۔

شیخ بخاری نے انگریزوں کے خلاف صرف درباری وسرکاری سطح پر ہی علَمِ بغاوت بلند نہیں کیا بلکہ عوام کے درمیان جاکر بھی اُن کے اندر حُبُ الوطنی کا جذبہ بیدار کیا اور انہیں مُسلّح جدو جہد پر آمادہ کیا۔ چھوٹے چھوٹے زمینداروں اور

جاگیرداروں کوفرنگیوں کے عزائم اوران کے تسلط قائم کر لینے کے بعد کے نتائج سے باخبر کیا اورانہیں انگریزوں کی مخالفت کے لئے اپناہم نوا ومعاون بنالیا۔ بابوکنورسنگھ، جھانسی کی رانی لکشمی بائی و دیگر انقلابیوں سے مراسم پیدا کر کے بیگم حضرت محل اور آخری مغل بادشاہ بہادرشاہ ظفرتک سے روابط پیدا کرنے کی کوششیں کیں تا کہ ملک گیر پیمانے پرانگریزوں کے خلاف جدوجہد جاری رہے۔ اُن کی اِن کوششوں سے انگریز بُری طرح خائف ہوگئے اورانہیں اپنا سب سے بڑا دشمن گردانئے لگے۔ اس لئے انگریزوں نے انہیں ہرایک قیمت پرختم کردینے کی ٹھان لی۔ مگرشیخ کی درباری وعوامی مقبولیت کے سبب انگریزوں کے لئے یہ کام آسان نہیں ہوا۔ اس لئے انہوں نے سازش کے تحت 'پھوٹ ڈالوا ورحکومت کرو Devide and rule کے اپنے آزمودہ حربے کا استعمال کرتے ہوئے بعض دیسی راجاؤں اور زمینداروں و جاگیرداروں پرشیخ کے خلاف ڈورے ڈالنے شروع کردیئے۔ اسکے نتیجے میں رانچی کے تین بڑے زمیندار بل بھدرسنگھ، پتامبر ساہی اورجگت پال سنگھ کی وفاداریاں انگریزوں کے لئے مخصوص ہوگئیں۔

شیخ کوانگریزوں کے ذریعہ کی جانے والی سازشوں اورحرکتوں کا پیشگی علم ہو چکا تھا۔ مگر وہ مردانہ واران کا مقابلہ کرتے رہے اورحیات وموت کی فکر سے بے پروا ہوکروطن عزیز پرانگریزوں کے خونی پنجے گاڑنے کی کوششوں کے خلاف کارروائیوں میں ہمہ تن مصروف رہے۔ گویاان کا حال آنندنرائن ملاؔ کے اس شعر کے مصداق تھا۔ ؎

ع
فدائے ملک ہونا حاصل قسمت سمجھتے ہیں
وطن پر جان دینے ہی کوہم جنت سمجھتے ہیں

شیخ بخاری انصاری اپنی جدو جہد اور کوششوں میں تو مخلص تھے لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ پٹھوریہ کے راجہ جگت پال سنگھ نے سازش کی اور انگریزی فوج کے جنرل میک ڈونالڈ سے ساز باز کر کے ٹکیت امراؤ سنگھ کے ساتھ انہیں ۶؍جنوری ۱۸۵۸ء کو انگریزوں کے ہاتھوں دھوکے سے گرفتار کروادیا۔ انگریزوں نے ۷؍جنوری ۱۸۵۸ء کو ایک نام نہاد عدالت میں مقدمہ چلا کر ان دونوں جاں نثارانِ وطن کو سزا سناتے ہوئے ۸؍جنوری ۱۸۵۸ء کو پھانسی دینے کی تاریخ مقرر کردی۔ انہیں پھانسی دیئے جانے کی خبر سن کر اپنے قائدین کے آخری دیدار کے لئے لوگوں کا اژدہام اُمڈ پڑا۔ یہ دیکھ کر انگریز بری طرح گھبرا گئے کہ مبادا بھیڑ انگریزوں پر حملہ کر کے انہیں چھڑا نہ لے جائے اس لئے وہ انہیں پھانسی کے لئے طے کردہ مقام تک لے جانے کی ہمت ہی نہ کر سکے۔ شیخ کی حریت پسندی کا خوف انگریزوں پر اس طرح طاری تھا کہ وہ انہیں کسی بھی قیمت پر زندہ چھوڑنا بھی نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے انہیں پہلے ہی گولی مار کر قتل کر دیا اور ان کی نعشیں وادیٔ چٹو پالو میں برگد کے ایک درخت پر لٹکا دیں تا کہ دیگر انقلابیوں کو موت کا عبرت ناک منظر دکھلایا جاسکے۔ برگد کے اس پیڑ کو آج ''سپاہی گاچھی'' یا ''پھنسیاری برگد'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ انگریزوں نے اس جم غفیر کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جو وہاں جمع ہوا تھا۔ بعد میں مقامی لوگ شیخ کی نعش وہاں سے اتار کر لے گئے اور 'تجہیز و تکفین کے بعد' اور ماجھی' بلاک کے تحت 'کھدیا' گاؤں کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا جہاں ان کی قبر آج بھی موجود ہے۔

ماضی میں ہماری غفلت و تساہلی کا فائدہ اٹھا کر انگریزوں نے ہمارے وطن پر قبضہ کر لیا تھا جس کی پاداش میں ہم تقریباً ۲؍صدیوں تک غلامی کی

زنجیروں میں جکڑے رہے۔ مگر اِن مجاہدین آزادی اور شہیدانِ جنگ آزادئ ہند نے جس جانبازی و بہادری کے ساتھ انگریزوں سے لڑتے ہوئے اپنی جانیں قربان کر دیں اس سے محسوس ہوتا ہے گویا انہوں نے ہندُستانی قوم کی اجتماعی غفلت وتساہلی کا کفارہ ادا کر دیا ہو۔ آخر کار ان کا خون رنگ لایا اور فرنگیوں کو ہندُستان چھوڑنا پڑا اور آج ہم اِس آزاد ملک میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

شیخ بخاری انصاری اور اِن جیسے ہزاروں شہدائے وطن پر عبدالمجید سالکؔ کا یہ شعر صادق آتا ہے۔ ؎

ع
شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے
لہو جو ہے شہید کا وہ قوم کی زکوٰۃ ہے

ڈاکٹر زینت کوثر

1857ء میں آزادی کی پہلی لڑائی
اور
شہید شیخ بھکاری انصاری

آزادی انسان کا پیدائشی حق ہے۔غلامی کی زنجیروں کو کاٹ کر آزاد ماحول میں جب قوم سانس لینا شروع کر دے تو اس کی کوشش اور قربانی یہاں پورے ملک کے لئے باعث رحمت بن جاتی ہے اور وہ مرد مجاہد مادر وطن کی آزادی کے خاطر شہید ہو کر بھی امر ہو جاتا ہے۔ ہندوستان کے نقشے پر سرزمین جھارکھنڈ ایک ایسا ہی علاقہ رہا ہے جس نے بڑے بڑے جاں بازوں اور شور ماؤں کو جنم دیا ہے۔ جو مادر وطن کے خاطر مر مٹنے کو ہر وقت تیار رہتے تھے۔تاریخ گواہ ہے کہ انگریزوں نے ہندستان کو بھی اپنا غلام بنایا اور اس میں رہنے والوں کو بھی جانوروں سے بھی بدتر سمجھا اور ظلم و جبر کے خنجر چلاتے رہے اور چھوٹی سی چھوٹی بات کے لئے رونگٹے کھڑے کر دینے والے سزائیں دیتے رہے۔ ہندستان کی روح اپنے بچوں کی یہ حالت دیکھ کر چیختی رہی ہے مگر افسوس ہر چیخ دبا دی گئی آخر کار سن 1857ء کا وقت آیا جب انگریزوں کے

خلاف دبی ہوئی چنگاری نے شعلے کا روپ لے لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہی ہندستان کے مختلف علاقوں میں بغاوت کی لہر دوڑ گئی۔ جھارکھنڈ بھی اس شعلے سے دور نہ رہ سکا۔ کیونکہ سینہ میں دبی ہوئی آگ نے خوفناک شکل اختیار کر لی۔ جس کے لئے علماء کے سینے جل رہے تھے۔ بازو پھڑک رہے تھے اور مادر وطن کے حفاظت کے لئے ان کے قدم بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ ایسے وقت میں جھارکھنڈ کے جنگلات پہاڑیاں، ندی، نالے، جھرنے اور معدنیات کے کانیں اور اس سے ڈھکے گاؤں ،گاؤں میں بغاوت کی لہر دوڑ گئی۔ چاروں طرف انگریزی حکومت کے خلاف آواز تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ اب کیا تھا یہاں کے جاں بازوں نے نعرہ دیا کہ یہ ملک ہمارا ہے، یہ سرزمین ہماری ہے ،اس کی غلامی کی بیڑیاں کاٹ دینا ہمارا اولین فرض ہے۔ پورے جھارکھنڈ علاقے میں یہ آواز بلند ہوئی اور تیز تر ہوتی گئی۔ ایک جنون ،ایک جوش لوگوں میں نظر آنے لگا اور اپنے لیڈروں کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ کہیں ان لوگوں نے راستوں پر درخت اور چٹان کاٹ کر رکاوٹیں پیدا کیں تو کہیں گھاٹوں پر ہزاروں کی تعداد میں اکھٹا ہو گئے۔ جسے جو کام بتایا گیا اسی میں لگ گیا۔ یہ سب آزادی کے للکار نتیجہ تھا۔

شہید شیخ بھکاری جھارکھنڈ کے ایسے ہی بہادر سپوت تھے جنہوں نے آزادی کے خاطر اپنی پرواہ کئے بغیر بڑی دلیری اور ہمت سے انگریزوں کے خلاف آگے بڑھتے گئے۔ شیخ بھکاری کی پیدائش 1827ء میں رانچی ضلع کے ملکہ ہوپٹے کے گاؤں میں ایک مومن بنکر گھرانے میں ہوئی تھی۔ والد شیخ لعل بہادر اور ان کا خاندان پرچہ بافی کا کام کرتے تھے۔ ان کے یہاں گاڑھے موٹے کپڑے تیار ہوتے تھے۔ جو مقامی ہاٹ بازار میں فروخت کئے جاتے تھے۔ آدیواسیوں کو یہ کپڑے بہت بھائے۔ جسے یہ پچھوڑی کے نام سے پکارتے تھے اور اسے شال اور چادر کی طرح اپنا جسم ڈھکتے تھے۔ سن 1765ء میں بہار اور بنگال کی دیوانی

ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھوں میں آ گئی۔ یہیں سے معاشی بدحالی کا دور جھارکھنڈ (اس وقت کا چھوٹا ناگپور) میں شروع ہوا۔ لارڈ کرنوالس کی پالیسی کے زیر اثر یہاں کے بنکر کمپنی سے ملے پیسوں سے کپڑے تیار کرتے لیکن اپنی مرضی سے اسے جہاں چاہتے وہاں فروخت نہیں کر پاتے تھے۔ اس لئے انہیں مجبور کیا جاتا تھا کہ تیار شدہ کپڑوں کو کم قیمت پر کمپنی کے ہاتھوں ہی فروخت کیا جائے۔ اس طرح بھاری ٹیکس کا بوجھ اور قلیل آمدنی نے بنکروں کے ساتھ ساتھ یہاں کے دیگر باشندے ہندو مسلم اور آدیواسیوں کی کمر توڑ دی تھی۔ جس کی وجہ سے ان کے دلوں میں غم و غصہ کا طوفان اٹھنے لگا جو کئی بار کے بغاوتوں میں نظر آتا رہا۔ شیخ بھکاری نے ہوش سنبھالتے ہی دل دہلا دینے والی کئی کہانیاں سنیں تھی۔ سن 1767ء کے جنوری میں پھر گوشن کے سنگھ بھوم پر حملے سے جڑی تھی یا پھر 22/ مارچ سن 1767ء میں دالبھوم گڑھ یا گھاٹ شیلا کے جلئے محل پر قبضے کی بات ہو یا 1820ء میں لفٹننٹ میلارڈ اور کولھوں (آدیواسیوں) کے درمیان جنگ 32-1831ء کا کول (revolt) جس میں انگریزی حکومت کے مخالفین اور ان کو پناہ دینے والوں کو مار ڈالا گیا تھا۔ شیخ بھکاری ظلم کی داستاں سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے گاؤں، گاؤں میں گھوم کر لوگوں کو انگریزی کی حکومت کے خلاف ایک پلیٹ فارم پر لانے کا کام کیا۔

20/ سال کی عمر میں شیخ بھکاری نے مہاراجہ چھوٹا ناگپور کے یہاں نوکری کر لی۔ خبر رسانی کے کام میں انہوں نے بہت چوکسی دکھائی اور عین وقت پر مہاراجہ کو اس کے پورے علاقے کے ایک ایک بات کی خبر دیتے رہے بہت جلد ان کو اپنے کاموں کی وجہ کر عزت و شہرت حاصل ہوگئی۔ بعد میں بڑکا گڑھ جگرناتھ پور کے راجہ ٹھاکر وشوناتھ شاہدیو نے انہیں دیوان کے عہدہ کی پیشکش کی اور اس طرح شیخ بھکاری بڑکا گڑھ کے دیوان مقرر ہوئے۔ جس کی دیکھ بھال اور اسے مضبوط سے مضبوط تر بنانا

تھا۔اس وقت فوج میں زیادہ تر نوجوان آدیواسی ہی تھے۔شیخ بھکاری نے بڑی تعداد میں مومن نوجوانوں کو فوج میں بھرتی کیا اوراچھی ملیٹری ٹریننگ کے ذریعہ ان کی طاقت و قابلیت میں اضافہ کیا۔اس وقت پانڈے گنپت رائے راجہ کے وزیر کے عہدے پر فائض تھے۔ 1856ء سے ہی غدر کے آثار نظر آنے لگے جسے محسوس کر شیخ بھکاری، پانڈے گنپت اور ٹکیت امراؤں سنگھ اپنے اپنے کام میں مستعدی دکھانا شروع کر دیا اور اندر ہی اندر انگریزوں سے لوہا لینے کی اسکیم بناتے رہے اور اس کے لئے کوشش بھی کرتے رہے۔

مہاراجہ کی نظر دہلی پر تھی۔جہاں بہادر شاہ ظفر کو ہندُستان کا بادشاہ بنانے کی پلاننگ چل رہی تھی۔ریشمی رومال کا واقعہ اس کی ایک کڑی تھی۔مئی 1857ء کا دن چنا گیا تھا جب بغاوت شروع کی جاتی۔مگر ملک کے لئے ہر طرح کی قربانیاں دینے والے سپاہیوں کے برداشت کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔29 / مارچ 1857ء کو بارک پور منگل پانڈے نے بغاوت کا جھنڈا گاڑ دیا اور ایک انگریز کو مار ڈالا۔جس کی پاداش میں اسے سزائے موت دی گئی۔اس واقعہ کے بعد ہندستان کے مختلف حصوں میں انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت بلند ہوتی چلی گئی۔10 / مئی کو فوجیوں نے میرٹھ پر بغاوت کیا۔جیل سے قیدیوں کو رہا کر انہیں ہتھیار سونپتے گئے۔11 / مئی کو فوجیوں نے دہلی پہنچ کر بہادر شاہ ظفر کو ہندُستان کے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔بہادر شاہ ظفر نے راجہ مہاراجہ تعلقہ دار اور جاگیرداروں کو خطوط کے ذریعہ ہندُستان کے جنگ آزادی میں حصہ لینے کی دعوت دے ڈالی۔نتیجہ یہ ہوا کہ 11 / مئی سے 20 / ستمبر 1857ء تک ہندُستان کے مختلف حصوں میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی۔اس سے انگریز خائف ہو اٹھے۔دیکھتے ہی دیکھتے ہندُستان کے اتری حصوں میں کئی سورماؤں نے جان کی بازی لگا کر انگریزوں کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔

ادھر بہار میں شاہ آباد (آرہ) کے جگدیش پور میں بابو کنور سنگھ نے اپنی ضعیف العمری کی پرواہ کئے بغیر ملک پر مر مٹنے والوں کا اپنا لیڈر شپ دیا اور ہر مورچے پر انگریزوں کے دانت کھٹے کرتے رہے۔ اس کی خبر ملتے ہی انگریزوں کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ بہت جلد بغاوت کی چنگاری چھوٹا ناگپور میں پھیل جائے گی۔ لہذا اس کی تیاریاں شروع کر دیں۔ رانچی میں کمشنر ڈالٹن نے راجاؤں اور زمین داروں کو حکم دیا کہ سرکاری مدد کیلئے وہ پوری طرح تیار رہیں۔ اس نے ڈورنڈا کے فوجیوں کو سمجھا بجھا کر انگریزی سرکار کے ماتحت کام کرتے رہے۔ اسی درمیان بابو کنور سنگھ اور پٹنہ و منیر کے درمیان دانا پور و دیگر مقامات کے باغی بھی مل گئے اور یہ امید بندھی کہ کسی وقت بابو کنور سنگھ شیر گھاٹی پر حملہ کر سکتے ہیں۔ اس بیچ سنیچر بتاریخ 25/ جولائی سن 1857ء کو دانا پور چھاؤنی کے لگ بھگ سارے فوجیوں نے بغاوت کر دی اور بابو کنور سنگھ ان فوجیوں کی کمان سنبھالے رہے اور ہر مورچے پر کامیاب ہوتے ہوئے جگدیش پور پہنچ کر وہاں کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ اس کے تین دن کے بعد وہ موت کے گود میں سو گئے۔ انہیں سکون تھا کہ ان کی ریاست جگدیش پور میں آزادی کا پرچم لہرا رہا تھا۔

29/ جولائی بدھ کے روز ڈپٹی کمشنر کپٹن (Simpson) کو ایک خدمت گار نے خبر دی کہ رام گڑھ بٹالین بغاوت کے لئے تیار ہو چکی ہے۔ جانکاری ملتے ہی انگریز افسروں نے اپنے بیوی بچوں کو محفوظ ٹھکانوں پر بھیج دیا۔ یہ دیکھ کر کہ غداروں نے کیپٹن Simpson کی مدد کی اور اسے بھاگنے کے لئے گھوڑے بھی مہیا کرائے جس سے انہیں ایچاک سے بگدور پہنچنے میں آسانی ہو گئی۔ بگدور میں بذریعہ تار انہوں نے ساری روداد بنگال کے سکریٹری کو دے دی۔ 3/ اگست کو محفوظ کلکتہ پہنچ گئے۔

ادھر ہزاری باغ کے باغی سپاہی تین بجے بگدور پہنچے۔ انہوں نے قیدیوں کو چھڑایا، خزانے لوٹے، قیدیوں کو چھوڑائے اور آگ لگائی اور آگے بڑھے۔ ادھر

ڈورنڈا کے فوجی بھی بغاوت کا من بنا چکے تھے۔ 2/اگست 1857ء کے دو بجے دن میں باغی فوجی مادوسنگھ جمادار، منگل پانڈے اور نواب سوبیدار نادر علی خاں کے لیڈرشپ نے باغیوں نے رانچی اور ڈورنڈا پر قبضہ کرلیا۔ یہ فوج وہ فوج تھی جس سے پہلی اگست 1857ء کو لفٹننٹ گراہم نے دوٹوکوں کی شکل میں ہزاری باغ سے رانچی روانہ کیا تھا۔ جمعدار مادھوسنگھ اور صوبیدار نادر علی خان کے ماتحت ہزاری باغ سے بھاگی ہوئی۔ آٹھویں نیٹیو پیدل فوج راستے جا ملے۔ امے ڈنڈا گھاٹ ہوتے ہوئے محفوظ رانچی پہنچ گئے۔ اس وقت تک فوجیوں نے پورے جوش وخروش کے ساتھ ہزاری باغ اور رام گڑھ سے انگریزوں کو کھدیڑتے ہوئے کامیابی حاصل کرلی تھی۔ اب آزادی کا جھنڈا رانچی میں لہرانے کو بےچین تھے۔

اس وقت انہیں تلاش تھی کہ ایسے قابل لیڈر کی جوان کے قابل لیڈر ثابت ہو اور ملک کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد کرائیں۔ ان کی نظر میں ناگونش مہاراجہ بڑکا گڑھ کے ٹھاکر وشوناتھ شاہدیو تھے جو اس وقت رانچی سے 11/کیلومیٹر ہٹیار میں رہتے تھے۔ ان کے وزیر پانڈے گنپت رائے، دیوان شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤں سنگھ نے یک زباں ہوکر ٹھاکر وشوناتھ کا بغاوت میں حصہ لینے ی رائے دی۔ جگدیش پور کے بابو کنور سنگھ کے ساتھ پہلے سے بھی خط وکتابت ہوتی جس سے بغاوت کے ارادے کو تقویت ملنے لگی۔ ٹھاکر وشوناتھ شاہدیو نے لیڈر بننا قبول کرلیا اور کیپٹن نیشن کے بنگلہ اور ہائی کورٹ کے حاطے میں دربار لگایا۔ ہندستانی فوج نے پانڈے گنپت رائے کو اپنا سپہ سالار مان لیا اور شیخ بھکاری کو دیوان مان لیا۔ شیخ بھکاری نے ستامبے میں آزادی کا جھنڈا لہرادیا اور اس طرح اپنی دیرانہ خواہش کو پورا کرنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی۔ پورے جھارکھنڈ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور جھارکھنڈ کے سبھی لوگوں نے ٹھاکر وشوناتھ شاہ دیو کو دل سے اپنا راجہ مان لیا۔ 2/ماہ تک رانچی کے ڈورنڈا میں کچہری لگتی رہی اور فرمان جاری ہوتا رہا۔

ادھر شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤں سنگھ اپنے علاقے کی گھیرابندی میں لگ گئے تاکہ ملی ہوئی آزادی انگریز چھین نہ لیں۔ اس لئے انہوں نے سڑکوں اور گھاٹوں کو جگہ جگہ کاٹ ڈالا۔ اسی درمیان جنرل میکڈونالڈ نے ایک چال چلی اور اپنی پہچان چھپانے کیلئے اپنی وردی اتار دی اور سڑک کے داہنے طرف چوٹو پال گھاٹی میں پہاڑ تھے۔ جنرل پہاڑ سے نیچے اتر کر ان چرواہوں کے پاس گیا جو جانور چرا رہے تھے اور ان سے گھاٹی کا راستہ پوچھا سیدھے سادھے چرواہوں نے سمجھا کے کوئی اجنبی راستہ بھٹک گیا۔ لہذا انہوں نے اس کے ساتھ چل کر گھاٹی کا راستہ بتادیا۔ یہ چرواہوں کی چھوٹی سی نادانی آزادی کی دیوانوں کو بہت مہنگی پڑی۔ جنرل میکڈونالڈ آہستہ آہستہ پیدل چل کر ٹکیت امراؤ سنگھ اور شیخ بھکاری اور ٹکیت سنگھ کے بھائی گھانسی سنگھ کے قریب پہنچ گئے جو سڑکوں اور پلوں اور گھاٹوں کا حفاظت میں لگے تھے۔ جنرل نے انہیں پکڑلیا اور قید کرلیا۔ گھانسی سنگھ کو لوہردگا کے جیل میں ڈال دیا جہاں بعد میں اس کی موت ہوگئی۔

شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤ سنگھ کے متعلق انگریزوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ یہ جان پر کھیل کر اپنے وطن کو آزاد کرانا چاہتے تھے۔ لہذا ایک کچہری لگائی گئی اور اس میں ہیسکٹ وناٹو نے جج کی کرسی سنبھالتے ہوئے یہ فیصلہ سنایا کہ انہیں پھانسی ہی دینا سب سے بہتر ہوگا۔ کیونکہ یہ دونوں بڑے خطرناک ہے۔ ایسے جاں باز شہیدوں کو ہم خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ 8/جنوری سن 1858ء کو چوٹو پال گھاٹی میں ایک برگد کے پیڑ کے دو الگ۔ الگ شاخوں میں پھندے ڈال کر ان دونوں جاں بازوں کو پھانسی دے دی گئی۔ اس طرح وہ ملک پر مر مٹنے اور شہید ہو کر ہمیشہ کیلئے امر ہو گئے۔

شہیدوں کے مزاروں پر لگیں گے ہر برس میلے
وطن پر مٹنے والوں کا بس یہی نام ونشان ہوگا

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان کی شہادت کو رائیگاں نہ جانے دیں۔ ان شہیدوں کے متعلقہ علاقوں میں اسکول، کالج، اسپتال اور دیگر ویلفیئر آفس قائم کریں۔ بجلی پانی، صفائی، سڑکیں اور دوسری ضروری چیزوں کا انتظام ہو۔ یہ سب ان شہیدوں کے نام پر ہو اور ساتھ ہی ساتھ اسکولی نصاب میں ان شہیدوں کے کارنامے پڑھائے جائیں تا کہ بچوں کے ننھے سے دماغ میں ان وطن پرستوں کی چھاپ بن جائے اور انہیں بھی ملک پر مرمٹنے کے جذبے سے سرشار کردیں۔ تا کہ یہ بھی ایک مضبوط ہندستان کے سچے سپوت اور سچے ناگریک کہلائیں۔ یہی ان سپوتوں کو سچا خراج عقیدت ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆

ڈاکٹر سلیم احمد

شہید شیخ بھکاری انصاری
اور
آزادی کی پہلی لڑائی 1857ء

ہندُستان کی تحریک آزادی کی پہلی جنگ دراصل 1757ء میں سراج الدولہ اور انگریزوں کے درمیان لڑی گئی اور پھر ایک طویل عرصے تک انگریز اپنے مکر وفریب کا جال بننے میں لگ رہے۔ مگر اندر ہی اندر ہندُستان کے عوام کے دلوں میں انگریزوں کے ظلم وستم اور غاصبانہ رویہ سے لگی ہوئی آگ میں گرمی کہیں نہ کہیں باقی تھی جو شعلوں میں کبھی بھی بدل سکتی تھی۔ آخر کار پورے سو برس کے بعد مئی 1857ء میں ہندوستانی عوام کے دلوں میں سلگ رہی چنگاری میرٹھ کے فوجی چھاؤنی سے شعلوں میں تبدیل ہوگئی جس نے پورے ملک کو اپنی چپیٹ میں لے لیا۔ دراصل ہندوستان کی اس تحریک آزادی میں تمام مذاہب، برادری، طبقہ اور فرقوں نے اپنے اپنے طور پر حصہ لیا۔ اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو اس 1857ء انقلاب میں مسلمانوں کا بالخصوص کردار دیکھنے کو ملتا ہے مگر اس میں ایسے تمام پسماندہ مجاہدین آزادی کے نام کو

دانستہ یا غیر دانستہ طور پر نظر انداز کیا گیا۔ شیخ میاں انصاری، عبداللہ انصاری، شیخ کرنل نظام الدین مبارکپوری (اصل نام سیف الدین) اور شیخ بھکاری انصاری جیسے سرخیل مجاہدین سے سیکڑوں انقلابیوں کے نام تنگ نظر مورخین یا قلم کاروں کی وجہ سے آج کی نسل ان کے ناموں سے محروم ہے، جب کہ قصباتی اور علاقائی طور پر تحریک آزادی کے ایسے ہزاروں انقلابیوں کے نام گمنامی کی تاریخ میں آج بھی گم ہیں جنہوں نے ملک کی آزادی کے لیے اپنی جان قربان کردی۔

اس مضمون میں ایسے ہی ایک سرخیل مجاہد آزادی پر مختصر طور پر کچھ لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں جسے تحریک آزادی کی تاریخ سے اکثر مورخین نے نظر انداز کیا ہے۔ میں بات کر رہا ہوں جھارکھنڈ کے رانچی ضلع کے ایک گاؤں میں 02/اکتوبر 1819ء کو تولد ہوئے شیخ بھکاری کا خاندانی پیشہ پارچہ بافی کا تھا۔ خاندان خوشحال تھا مگر شیخ بھکاری کا ذہن انقلابی تھا۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ جس دور میں وہ پیدا ہوئے وہ دور انگریزوں کے ظلم وستم کے عروج کا تھا کیونکہ وہ ان کی حکومت کرنے کا طریقہ مکاری، منافرت پیدا کرنا اور ظلم و بربریت کے راستے سے ہو کر گزرتا تھا۔ انگریزوں کے ظلم، ناانصافی اور بربیت کو شیخ بھکاری انصاری نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اس لیے ان کے انقلابی ذہن نے انہیں انگریزوں کا باغی بنا دیا۔ اچھی تعلیم و تربیت کے ساتھ خداداد صلاحیت کے مالک بھکاری انصاری تقریباً بیس برس کی عمر میں چھوٹا ناگپور کے راجہ کی فوج میں اہل کار کے طور پر بھرتی ہوئے جلد ہی اپنی صلاحیت کی بنا پر خبر رسانی کے کام پر مامور کر دیئے گئے کچھ عرصے بعد برکا گاؤں کے راجہ وشوناتھ سہدیو کی پیشکش پر دیوان مقرر ہو گئے۔ انہوں نے سب سے پہلے اس علاقے کے پارچہ باف نوجوانوں اور آدی واسیوں کو یکجا کر فوجی تربیت دیکر راجہ کی فوج کو مستحکم اور

منظّم کیا اس کے علاوہ قبائلی سرداروں اور انگریزی فوج اور دفاتر کے ملازمین کو خفیہ طور پر اپنے منصوبے میں شامل کیا۔ اس طرح انہوں نے منصوبہ بند طریقہ سے آس پاس کے تمام علاقوں میں انگریزوں کے خلاف مجاہدین کی منظّم فوج تیار کرنے اور ان کی ذہن سازی کے ساتھ ہی جدید اسلحہ سازی اور فوجی تربیت کا نظام بھی قائم کیا۔ بھکاری انصاری یہ جانتے تھے کہ انگریزوں کے جدید اسلحوں اور توپوں کے آگے ان کے مجاہدین کا حوصلہ پست ہوسکتا ہے اور وہ ان کا مقابلہ زیادہ دیر تک نہیں کر سکتے۔ اس لیے انہوں نے گوریلہ تربیت یافتہ مجاہدین کی فوج بھی تیار کی جو پہاڑی اور جنگلی علاقوں میں بے حد کارگر ثابت ہوئی۔

شیخ بھکاری بچپن سے ہی انقلابی ذہن کے تو تھے ہی ساتھ ہی دوراندیش بھی غضب کے تھے کیونکہ انگریزوں کے منصوبوں اور بربریت سے انہیں یہ احساس تھا کہ ایک نہ ایک دن ہندوستانیوں کے دلوں میں سلگ رہی آگ شعلوں میں ضرور تبدیل ہوگی۔ اسی کے مدنظر وہ اپنی پیش بندی میں ہندوستانیوں کو بیدار اور جنگی تربیت میں لگے رہے۔ تیاریوں کا سلسلہ ابھی جاری تھا کہ میرٹھ کی فوجی چھاؤنی سے انقلاب 1857ء کا بگل بج اٹھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے انقلاب کی آگ پورے ملک کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ انقلابیوں نے جس سفاکانہ اور بربریت کا مظاہرہ کیا وہ بھی تاریخ کا ایک سیاہ باب ہے۔ بہر حال بھکاری انصاری کی کوشش سے چھوٹا ناگپور، چائباسہ، دمکا، سنتھال، پرگند، ہزاری باغ اور رام گڑھ وغیرہ علاقوں کے تربیت یافتہ مجاہدین آزادی کا علم بلند کر دیا۔ جبکہ پارچہ باف نوجوانوں کی ایک بڑی تعداسر سے کفن باندھ کر انقلابیوں کی لڑائی میں بھکاری کے ساتھ شامل ہوگئی۔ قتل وغارت گری کا دور شروع ہوگیا۔ رانچی میں تقریباً 45/انگریزوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جب کہ ضلع پلاموں کے لیفٹینٹ کو

انقلابیوں نے شکست دے کر ضلع پر قبضہ کر لیا۔ اسی طرح بھکاری انصاری اپنے تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ انقلابیوں کے ساتھ چھوٹا ناگپور، رانچی ، ہزاری باغ اور قرب و جوار میں انگریزوں کو شکست دیتے ہوئے علاقوں کے علاقے کو آزاد کراتے رہے۔ انگریز شیخ بھکاری کے اس دلیرانہ اور جنگی حکمت عملی سے اس قدر خوفزدہ ہوئے کہ انہوں نے ان سے مقابلہ کرنے کے لیے میر صادق اور میر جعفر جیسے غداروں کی طرح بھکاری کے ساتھیوں کو بھی غداری کے لیے تلاش کر لیا اور نتیجہ وہی ہوا جو سراج الدولہ اور ٹیپو سلطان کا ہوا۔ یعنی بھکاری کے ایک دوست کی غداری کی بنا پر پوسو پہاڑ کے غار سے انگریزوں نے گرفتار کر لیا اور 08/جنوری 1858ء کو چوٹو پالو گھاٹی کے ایک پیڑ سے لٹکا کر شہید کر دیا۔

اس ضمن میں میوا رام گپتا ''ہندوستان کی جنگ آزادی کے مسلمان مجاہدین'' صفحہ نمبر 180 پر لکھتے ہیں کہ: ''جنرل میکڈونلڈ نے شیخ بھکاری کی گرفتاری کے فوراً بعد ان کا مقدمہ ایک فوجی عدالت کے سپرد کر دیا۔ اس عدالت میں شیخ بھکاری کو باغی قرار دیا اور پھانسی کا حکم دیا............ چٹو پالو گھاٹی کے درخت پر 08/جنوری 1858ء کو شیخ بھکاری کو پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔''

ڈاکٹر علاء الدین عزیزی

شیخ بھکاری

۱۸۵۷ء کے عظیم مجاہد آزادی

۱۸۵۷ء کا زمانہ تاریخ ہند میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ جب سارے ہندُستان میں انگریزوں کے ظلم وستم کے خلاف نفرت و جنگ کا شعلہ بھڑکا اور ہندوستانی فوج نے حکومت ہندانگلشیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اُس زمانے میں چھوٹا ناگپور کے محبان وطن نے بھی انگریزوں کے خلاف تلوار اٹھایا جسے تحریک آزادی ہند کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ چھوٹا ناگپور کے پٹھاری علاقوں کے سرفروشان وطن میں شیخ بھکاری کا نام سرفہرست ہے جنھیں ہمارے وطن عزیز ہندوستان کی آنے والی نسلیں یاد کر کے ان پر ہمیشہ فخر کریں گی۔ آج ۱۸۵۷ء کی آزادی کی تحریک کے ایک سو پچاس سالہ جشن کے موقع پر شیخ بھکاری کو یاد کر کے ہم اہل بہار و جھارکھنڈ سر بلند ہو رہے ہیں۔

اے صورِ حب قومی اس خواب سے جگا دے

بھلا ہوا افسانہ کانوں کو پھر سنا دے

شیخ بھکاری کی پیدائش ۱۸۲۱ء میں رانچی ضلع میں ایک مومن بنکر خاندان میں ہوئی تھی۔ اہل علم جانتے ہیں کہ انگریزی حکومت کی آمد اور اس کی قہر آلود نگاہیں سب سے پہلے مومنوں پر پڑیں۔ انگریزوں کے مل کے بنے ہوئے کپڑوں کے باعث کپڑے کی صنعت کو بھاری نقصان پہنچا جس سے بنکروں کی فاقہ کشی کی نوبت آ گئی جس کے باعث مومنوں کے دلوں میں انگریز اور ان کی حکومت کے خلاف شدید نفرت وحقارت کا جذبہ پنپنے لگا شیخ بھکاری جگن ناتھ پور راجا وشوناتھ سنگھ کے دیوان تھے۔ ان کے ذمہ بڑکا گڑھ کی فوج کی دیکھ بھال کا انتظام تھا جس میں زیادہ تر آدی باسی نوجوان تھے۔ شیخ بھکاری نے کافی تعداد میں مومن نوجوانوں کو اس فوج میں بھرتی کیا۔ جب ۱۸۵۷ء میں پورے ملک میں بغاوت کا شعلہ بھڑکا تو اس کا اثر جھارکھنڈ میں بھی زبردست ہوا۔ رام گڑھ میں انگریز افسر کا قتل ہوا۔ دمکا میں انگریز ایس۔ ڈی۔ او کو مار ڈالا گیا۔ نتیجہ چھوٹا ناگپور کا علاقہ انگریزوں سے خالی ہو گیا۔ آخر میں انگریزوں سے لڑتے ہوئے شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤ سنگھ گرفتار ہو گئے۔ دوسرے دن جنرل میکڈونلڈ نے شیخ بھکاری کو زبردست شاطر اور خطرناک قسم کا باغی قرار دیتے ہوئے انھیں سزائے موت کا حکم سنایا اور چٹو پالو گھاٹی میں ہی ۸ / جنوری ۱۸۵۸ء کو برگد کے درخت پر پھانسی کی رسی کو چوم کر اس جاں باز محبّ وطن مرد مجاہد نے جام شہادت نوش فرمایا۔ یہ امر شان ہے کہ حکومت جھارکھنڈ نے مذکورہ جائے شہادت کو جائے سیاحت کی شکل میں ہمیشہ کے لیے یادگار بنا دیا ہے۔

شہیدوں کے مزاروں پر لگیں گے ہر برس میلے
وطن پہ مٹنے والوں کا یہی باقی نشاں ہوگا

☆☆☆☆☆☆

ممتاز شارق

شہید شیخ بھکاری انصاری

جھارکھنڈ کا ٹیپو سلطان

وہ حکومت جس کی قلم رو میں کبھی سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ جس کی غلامی کی زنجیریں توڑنا قطعاً ناممکن نظر آتا تھا۔ وطن عزیز تقریباً دو سو سال تک برطانوی حکومت کے زیرِ نگیں رہا۔ بدترین قسم کے انسانیت سوز مظالم کے ساتھ ساتھ جابرانہ استحصال و معاشی خرد برد اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم تھا۔ اس ملک کی ساری گھریلو صنعتیں برباد کر دی گئیں لیکن ہندوستانی مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد غیر ملکی سامراجی حکومت کی زبر دست مخالف تھی۔ جس کا اثر ۱۸۵۷ء میں پہلی مسلّح جنگ آزادی میں مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ اس مسلّح جدوجہد آزادی کے لیڈران کی فہرست طویل ہے جس میں شہید شیخ بھکاری انصاریؒ کا نام اہم ہے جو گمنام مجاہدین آزادی میں شمار کئے جانے لگے۔ شیخ بھکاری کی گرفتاری کے وقت انگریز جنرل میکڈونالڈ نے کہا تھا کہ "شیخ بھکاری چھوٹا ناگپور کے باغیوں میں سب سے زیادہ خطرناک ہے، اسکی زندگی انگریز حکمرانوں

کے لئے موت کا باعث ہے۔ اس وجہ سے بغیر مقدمہ چلائے آج ہی اسی جگہ اور اسی وقت اُسے پھانسی دی جانی چاہئے''۔

شیخ بھکاری کی پیدائش ایک بنکر خاندان میں رانچی کے کھُدرا کوٹوا گاؤں میں ۱۸۱۹ء ہوئی تھی۔ فطرت کی گود میں پلے بڑھے شیخ بھکاری بچپن سے ہی بہادر، نڈر اور فن سپہ گری میں مہارت حاصل کر لی۔ جواں عمر ہونے پر اور مانجھی کے راجہ امراؤ سنگھ کی ملازمت اختیار کی۔ راجہ نے فوجی کمان اور محکمہ دیوانی بھی شیخ بھکاری کے سپرد کر دیا۔ راجہ امراؤ سنگھ اور شیخ بھکاری میں ذہنی ہم آہنگی تھی جس کی وجہ سے شیخ بھکاری اپنے منصب کا بخوبی حق ادا کرتے رہے۔ چھوٹا ناگپور اور سنتھال پرگنہ کے علاقوں میں انگریز دشمنی کے ساتھ ساتھ حب الوطنی کے جذبہ کو مضبوطی عطاء کی اور اس علاقہ میں انگریزوں کے خلاف عوامی بیداری کی روح پھونک ڈالی اور ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے لئے اپنا ہمنوا بنا لیا۔ جیسے ہی شمالی ہندُستان میں بغاوت کا بگل پھونکا گیا، شیخ بھکاری اپنے رفیقوں کے ساتھ، جن میں وِشواناتھ، شاہ دیو، امراؤ سنگھ، نادر علی خان اور راجہ دھیرج سنگھ وغیرہ شامل تھے۔ رام گڑھ چھاونی پر قبضہ کر لیا اور چھوٹا ناگپور کا کمشنر ڈالٹن اور جج اوکس وغیرہ کانکے اور پٹھوریا کے راستے بگودار بھاگ نکلے۔ آدیباسی قبائل، کول، سنتھال، ہو اور مُنڈا وغیرہ سبھی شیخ بھکاری کے ساتھ تھے۔ شیخ بھکاری نے بھی ہر طرح سے ان قبائلوں کی مدد کی۔ انگریزوں سے چھینی ہوئی زمین کو غریب آدیباسیوں میں تقسیم کر دی۔ اس سے مقامی راجہ اور زمیندار شیخ بھکاری کے مخالف ہو گئے اور انگریزوں سے خفیہ ساز باز کر لی۔ جس کے نتیجہ میں شیخ بھکاری اور امراؤ سنگھ کو انگریزوں نے گرفتار کر لیا۔ ۸؍ جنوری ۱۸۵۸ء کو شیخ بھکاری اور امراؤ سنگھ کو گولی مار کر درخت سے لٹکا دیا گیا۔ اُس وقت کے گورنر بنگال نے اپنے خط میں یہ اعتراف کیا ہے کہ'' وہ دن انگریزوں کے لئے بڑا اہم دن تھا کیوں کہ اُس دن ہندوستان کا دوسرا ٹیپو سلطان مارا

گیا۔ ابھی تک ہم نے جتنے باغیوں اور سرداروں کو مارا ہے شیخ بھکاری اس میں سب سے زیادہ خطرناک بہادر، دوراندیش، مدبّر اور انقلابی تھا۔ اس کی موت کے بعد چھوٹا ناگپور میں صدیوں تک آزادی کا کوئی نعرہ سنائی نہیں دے گا''۔

اس سلسلے میں خوشی کی بات ہے کہ جناب ہمنت سورین عزت مآب وزیراعلیٰ حکومت جھارکھنڈ کی سرکار نے ستمبر ۲۰۲۰ء میں نوتعمیر ہزاریباغ میڈیکل کالج کا نام کو بدل کر'' شیخ بھکاری میڈیکل کالج واسپتال'' رکھ دیا ہے جو ہمارے لئے فخر کی بات ہے۔ اس کے لئے وزیراعلیٰ جھارکھنڈ کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ سبکدوش ڈی۔جی۔پی (چھتیس گڑھ) ایم۔ڈبلو۔انصاری نے ۸/جنوری کو ہر ایک صوبہ، شہر اور دیہاتی علاقے یعنی ملک گیر پیمانے پر شیخ بھکاری کا یوم شہادت تقریبات منعقد کرنے کی ایک مہم چلا رکھی ہے۔ واضح رہے کہ شیخ بھکاری کی جائے پیدائش اور جائے شہادت کا تعلق جن مقامات سے ہے وہ اب جھارکھنڈ کا حصہ ہیں۔ لہذا حکومت جھارکھنڈ کو چاہئے کہ کم از کم جھارکھنڈ میں ۸/جنوری کو شہادت دیوس قرار دیا جائے اور اس دن سرکاری تعطیل کا اعلان کیا جائے۔

☆☆☆☆☆☆

مختار حسین انصاری

شہید وطن شیخ بھکاری انصاری

شیخ بھکاری کی پیدائش 1819ء میں بوڑمو علاقے کے گاؤں ہوپٹے ضلع رانچی، جھارکھنڈ میں ایک بافندہ انصاری خاندان میں ہوئی تھی۔ انہوں نے انقلاب 1857ء یعنی پہلی جنگ آزادئ ہند کے دوران انگریزوں کے دانت کھٹے کر دیئے تھے۔ جب انگریز ان سے راست مقابلہ نہیں کر سکے تو اپنی چالبازیوں سے کام لیتے ہوئے انہیں محصور کر کے حراست میں لیا اور پیڑ سے لٹکا کر پھانسی دیدی۔ شیخ بھکاری اپنے بچپن ہی سے خاندانی کاروبار سے وابستہ رہے اور موٹے کپڑے تیار کر کے ہاٹ بازار میں بیچ کر گھر والوں کی پرورش کرتے رہے۔ جب ان کی عمر 20/سال ہوئی تو انہوں نے چھوٹا ناگپور کے مہاراج کے یہاں نوکری کر لی جہاں لیاقت وقابلیت کی بنیاد پر کچھ ہی دنوں بعد دربار میں ایک اچھا مقام حاصل ہوگیا۔ بعدہٗ بڑکاگڑھ' جگناتھ پور کے راجہ ٹھاکر وشوناتھ شاہ دیو نے انہیں اپنے یہاں دیوان کی حیثیت سے رکھ لیا اور فوج کی کمان سونپ دی۔ سنہ 1856ء میں جب انگریزوں نے دیسی راجہ مہاراجاؤں

پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا تو اس کی پیشگی خبر ہندستان کے راجاؤں کو ہوگئی۔ جب ٹھاکر وشوناتھ شاہ دیو کو اس کی بھنک ملی تو انہوں نے اپنے وزیر پانڈے گنپت رائے، دیوان شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤ سنگھ سے مشورہ کیا۔ ان سبھوں نے انگریزوں کے خلاف لڑنے کی رائے ظاہر کی اور فیصلہ ہوا۔ اس کے بعد جگدیش پور کے بابو کنور سنگھ سے اس سلسلے میں خط و کتابت کر کے انگریزوں کے خلاف جدو جہد میں ساتھ دینے کو کہا گیا جس کی انہوں نے بھر پور حمایت کی۔ دریں اثناء شیخ بھکاری نے رانچی اور چائباسا کے نوجوانوں کو بڑکا گڑھ کی فوج میں بھرتی شروع کردی۔ پھر جو خدشہ تھا وہی ہوا 1857ء میں انگریزوں نے اچانک حملہ کردیا۔

انگریزی فوج کے ہندوستانی سپاہیوں نے دیسی راجاؤں پر اس اچانک حملہ کو نا پسند کیا اور احتجاجاً رام گڑھ کی رجمنٹ نے اپنے انگریز افسر ہی کو ہلاک کر دیا۔ نادر علی حوالدار اور رام وجئے و دیگر سپاہیوں نے رام گڑھ رجمنٹ چھوڑ کر جگناتھ پور آ کر شیخ بھکاری کی فوج میں شامل ہو گئے۔ اس طرح آزادی کی آگ چھوٹا ناگپور تک پھیل گئی اور انگریزوں کے خلاف زبردست محاذ آرائی ہونے لگی۔ انگریز ان حالات کا مقابلہ نہ کر سکے اور چائباسہ، رانچی اور سنتھال پرگنہ کے اضلاع سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

اسی دوران انگریزوں کی ایک دوسری فوج جنرل میک ڈونالڈ کی سربراہی میں رام گڑھ پہنچ گئی اور چٹو پالو وادی کے راستے رانچی پہنچنے لگی۔ ان کو روکنے کے لئے، شیخ بھکاری اور ٹکیٹ امراؤ سنگھ اپنی فوج کے ہمراہ چٹو پالو پہاڑی پر پہنچے اور انگریزوں کا راستہ روک لیا۔ شیخ بھکاری نے چٹو پالو کی وادی عبور کرنے والا پل ہی توڑ دیا اور درختوں کو کاٹ کر سڑکوں پر ڈال کر راستہ ہی مسدود کردیا۔ اس کے بعد جب انگریزی فوج قریب پہنچی تو شیخ بھکاری کی فوج نے ان پر اس طرح گولیاں برسائیں کہ ان کے چھکے چھوٹ گئے حالانکہ یہ لڑائی کئی دنوں تک جاری رہی۔ جب گولیاں ختم ہونے

لگیں تو شیخ بھکاری نے اپنی فوج کو اوپر سے پتھر لڑھکانے کا حکم دیا جس کی زد میں آ کر برطانوی فوج کے سپاہی کچل کر مرنے لگے۔ یہ دیکھ کر جنرل میکڈونالڈ نے مقامی لوگوں سے مل کر چٹو پالو کے پہاڑ پر چڑھنے کے دوسرے راستے کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور خفیہ راستہ سے چٹو پالو پہاڑ پر چڑھنے میں انگریزی فوج کامیاب ہوگئی۔ انگریزوں نے 6/جنوری 1858ء کو شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤ سنگھ کا محاصرہ کر کے حراست میں لے لیا۔ 7/جنوری 1858ء کو میکڈونالڈ نے اسی جگہ وادیٔ چٹو پالو میں فوجی عدالت لگائی جہاں شیخ بھکاری اور اس کے ساتھی ٹکیت امراؤ سنگھ کو پھانسی کی سزا سنائی گئی اور 8/جنوری 1858ء کو انہیں اسی پہاڑی پر ایک برگد کے پیڑ سے لٹکا کر پھانسی دے دی گئی۔

بتایا جاتا ہے کہ وہ درخت جس پر شیخ بھکاری انصاری کو پھانسی دی گئی تھی آج بھی محفوظ ہے اور آج بھی ہمیں اپنے اس عظیم مرد مجاہد کی شہادت کی یاد تازہ کرتا ہے جہاں ہر سال کچھ سماجی و سیاسی تنظیموں کے لوگ پہنچتے ہیں اور انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں لیکن حکومتی سطح پر شایان شان طریقے سے انہیں یاد نہیں کیا جاتا۔ شہید شیخ بھکاری رانچی سے تقریبا 25 کلومیٹر دور کھدیا نامی گاؤں باشندہ تھے جہاں ان کے ورثاء رہتے ہیں۔ وہ گاؤں آج بھی پسماندگی کی شکار ہے اور ان کے ورثاء بدحالی کے شکار ہیں۔ یوم شہادت کی مناسبت سے جائے شہادت اور شہر رانچی و دیگر مقامات پر مختلف سماجی تنظیموں کے ذریعہ چھوٹے چھوٹے سماجی پروگراموں کا انعقاد کر کے عوامی سطح پر انہیں یاد کیا جاتا ہے اور خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔ مگر دانشوروں اور سماجی کارکنوں کا مطالبہ ہے کہ شہید شیخ بھکاری کی یادگار قائم کی جائے تا کہ نئی نسل ان کی قربانیوں اور کارناموں سے آگاہ ہو سکے۔

☆☆☆☆☆☆

ساجد عبید

نام بھکاری کام شاہی

ہم نے اسکول کے زمانے میں کسی بھلے شاعر کے یہ اشعار پڑھے تھے :

میں پوچھتا نہیں ہرگز تمہارا نام ہے کیا
نہ یہ کہ نام بزرگوں کا مقام ہے کیا
تمہارے کام گر اچھے ہیں، نام اچھے ہیں
گھرانے اچھے، گھر اچھے، تمام اچھے ہیں

جنگ آزادی کے ابتدائی دور کے عظیم مجاہد آزادی شیخ بھکاری پر یہ اشعار بالکل فٹ بیٹھتے ہیں کیونکہ ان کے نام کا نہ تو ان کی شخصیت پر کوئی اثر تھا اور نہ ہی اپنے نام کی وجہ سے انہیں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ شیخ بھکاری سے مشہور تھے لیکن ان کی جو سوچ تھی، اس نے بڑے بڑے رہبروں کو بھی شرمسار کر دیا ہے اور ہمیں یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ ان کا نام بھکاری ضرور تھا لیکن کام بالکل برعکس یعنی شاہی تھا۔ ایک انصاف پسند بادشاہ جس طرح ملک اور رعایا کے بارے میں سوچتا ہے، اسی طرح بھکاری نے ملک اور رعایا کے بارے میں سوچا اور جنگ آزادی میں کود پڑے۔ انہوں نے یہ بالکل نہیں سوچا کہ جنگ کو انجام تک پہونچانے کی طاقت ان میں ہے

بھی یا نہیں؟ ہندُستانی عوام کے خلاف انگریزوں کے مظالم پر پہلے انہیں غصہ آیا اور پھر رفتہ رفتہ وہی غصہ جنون میں تبدیل ہو گیا۔ دراصل غصہ کو تو انسان دبا سکتا ہے لیکن جنون کو نہیں۔ بھکاری کے ساتھ بھی یہی ہوا، ان میں جنون تھا اور ان کے جنون نے ہی انہیں جنگ آزادی کا عظیم مجاہد بنا دیا۔

شیخ بھکاری کی پیدائش رانچی ضلع کے ہوپٹے گاؤں میں 1819ء میں مومن بنکر خاندان میں ہوئی تھی۔انہوں نے بڑے ہونے پر کپڑے بننے کا خاندانی پیشہ اختیار تو کر لیا لیکن اس کام میں ان کی طبیعت نہیں لگی اور اپنی عظیم ذہانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے محض 20 رسال کی عمر میں چھوٹا ناگپور کے مہاراجہ کے دربار میں نہ صرف ملازمت حاصل کر لی بلکہ اپنی محنت اور سوجھ بوجھ سے مختصر عرصے میں ہی دربار میں اہم مقام حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔ان کی بے پناہ قابلیت کی خبر جب بڑکا گڑھ جگن ناتھ پور کے راجہ ٹھاکر وشوناتھ پرتاپ تک پہونچی تو انہوں نے انہیں دیوان کے عہدے پر فائز کر دیا۔ قابل ذکر ہے کہ ان دنوں دیوان کا عہدہ بہت بڑا ہوتا تھا۔موجودہ دور میں جو ایک وزیر کا مقام ہوتا ہے، شیخ بھکاری کو بڑکا گڑھ کی فوج کا ذمہ دار بنایا گیا۔اس فوج میں زیادہ تر آدیباسی نوجوان شامل تھے لیکن جب شیخ بھکاری نے فوج کی ذمہ داری سنبھالی تو مومن برادری کو فوجی ملازمت کی ترغیب دیتے ہوئے انگریزوں کے خلاف جنگ میں شامل ہونے کی اپیل کی۔اس اپیل کا اثر یہ ہوا کہ بڑی تعداد میں مومن برادری کے لوگ فوج میں شامل ہو گئے جس سے شیخ بھکاری خود کو کافی مضبوط محسوس کرنے لگے۔

1857ء میں پہلی جنگ آزادی کا بگل بجنے کے بعد رام گڑھ کی ہندُستانی رجمنٹ نے اپنے انگریز افسروں پر حملے کر کے انہیں ٹھکانے لگا دیا۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رجمنٹ کے حولدار نادر علی اور سپاہی رام وجے شیخ بھکاری کی فوج میں شامل ہو گئے۔رام گڑھ کے بعد چھوٹا ناگپور میں بھی بغاوت پھیل گئی۔حالات کو بھانپ

کر رانچی اور چائباسہ سے انگریز بھاگ نکلے۔ چائباسہ کے انصار نوجوان امانت علی اور سلامت علی برادران اور شیخ مراد نے دمکا کے انگریز ایس ڈی او کو مار ڈالا جس کے بعد چھوٹا ناگپور انگریزوں کے قبضے سے خالی ہوگیا۔ راجہ نے دربار منعقد کیا اور جشن منایا لیکن یہ خوشی ناپائیدار ثابت ہوئی۔ فرنگیوں کی تازہ دم فوج رام گڑھ پہونچ گئی اور جنرل میک ڈونالڈ کی قیادت میں رانچی پر قبضہ کی کوشش کی۔ ٹکیت اور امراؤ سنگھ کے ساتھ شیخ بھکاری چٹو بالو پہنچے اور ان کا مقابلہ کیا۔ گھاٹی پر چڑھائی میں مددگار پل توڑ دیئے اور درخت کاٹ کر سڑک پر رکاوٹ کھڑی کردی۔ انگریز اس قدم سے بوکھلا گئے۔ شیخ بھکاری اور امراؤ نے اوپر سے انگریزوں پر گولیاں چلائیں۔ طویل مقابلے کے بعد گولیاں ختم ہوگئیں لیکن دونوں کی بہادری نے ساتھ نہیں چھوڑا اور فرنگیوں پر چٹانی پتھروں کو لڑھکا کر انہیں جانی نقصان پہنچاتے رہے۔ اس درمیان جنرل میکڈونالڈو نے کچھ مقامی باشندوں کو ملا کر ان سے گھاٹی پر چڑھائی کا خفیہ راستہ معلوم کرلیا اور خاموشی سے اوپر پہنچ کر نہتے شیخ بھکاری اور امراؤ سنگھ کو گھیر کر اپنے قبضے میں لے لیا۔ ان لوگوں پر مقدمہ چلائے بغیر جنرل میکڈونالڈو کے حکم پر اس عظیم مجاہد آزادی کو چٹو بالو گھاٹ کے مقام پر ہی ایک درخت سے لٹکا کر پھانسی دے دی گئی اور جنگ آزادی کے ابتدائی شہدا میں ان کا نام شامل ہوگیا۔ اب یہ الگ بات ہے کہ شیخ بھکاری تو ملک پر قربان ہو گئے مگر تاریخ نویسوں نے انہیں فراموش کر دیا کیونکہ ان کا تعلق ایک مسلمان خاندان سے تھا۔ بہر حال! تاریخ نویسوں نے انہیں بھلے ہی بھلا دیا ہے لیکن ملک کے بہی خواہوں نے انہیں یاد رکھا ہے اور یہ انہیں کی دین ہے کہ ہمیں بھی ان کے لئے کچھ لکھنے کا موقع مل گیا۔ ہماری دعاء ہے کہ اللہ شیخ بھکاری کو جنت الفردوس میں اہم مقام عطا کرے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆

سہیل انجم

شیخ بھکاری انصاری

۱۸۵۷ء کی پہلی جنگ آزادی میں جیالوں اور جانبازوں کے خون سے شرابور ہوئی ان میں ایک اہم نام شیخ بھکاری انصاری کا بھی ہے۔ حالانکہ ان کو فراموش کردیا گیا ہے لیکن ان کی قربانیوں کو تاریخ فراموش نہیں کر سکے گی جس طرح متعدد مجاہدین کی قربانیوں کو لوگوں نے بھلا دیا اس طرح شیخ بھکاری کی قربانیاں بھی آج کسی کو یاد نہیں ہیں لیکن اگر چھوٹا ناگپور اور رانچی کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو جن مجاہدین کی قربانیوں سے اس خطے کی تاریخ بھری پڑی ملے گی ان میں مذکورہ نام بھی شامل ہوگا۔

شیخ بھکاری انصاری برادری سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا آبائی پیشہ پارچہ بافی تھا۔ لیکن انہوں نے اپنی ذہانت اور قابلیت کے بل بوتے پر چھوٹا ناگپور کے مہاراجہ کے دربار میں اپنی جگہ بنالی تھی جس کے بدلے نہ صرف مہاراجہ ان کو ایک اعلیٰ عہدہ تفویض کیا تھا بلکہ ان کو فوج کا کمانڈر بھی بنا دیا تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ شروع ہونے کی بہت پہلے سے ہی انہوں ے یہ بھانپ لیا تھا کہ کوئی بڑا واقعہ رونما ہونے والا ہے لہذا انہوں نے نہ صرف یہ کہ انگریزوں کے خلاف ایک فوج تیار کی بلکہ

انگریزوں کو سبق سکھانے کے لئے اپنی قیادت میں اس فوج کو لڑنے کا حکم دیا، اگر اس وقت آدی باسی آبادی والے ان کو دھوکہ نہ دیا ہوتا تو اور انگریزوں سے مل کر ان کے خلاف کاروائی نہ کی ہوتی تو شیخ بھکاری اس خطے میں انگریزوں کے طاقت کو کچل کر رکھ دیتے لیکن مقامی آدی باسیوں نے ان کے ساتھ غداری کی جس کے نتیجے میں ان کو اپنی جان کی قربانی دینی پڑی اور پھانسی کے پھندے کو چوم کر اپنے وطن عزیز کے لئے اپنی جان قربان کر دیں۔

صوبہ بہار چھوٹا ناگپور علاقہ کے جنگل اور پہاڑوں میں رہنے والے ان سرفروش جانبازوں کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لے کر اپنی جانیں قربان کیں۔ ان جانبازوں میں شیخ بھکاری کا نام سرفہرست ہے۔ رانچی ضلع کے ہوپئے گاؤں کے ایک مومن بنکر خاندان میں ۱۸۲۱ء میں پیدا ہوئے بچپن ہی سے یہ پارچہ بافی کا کام کرتے تھے ان کا خاندان گاڑھے موٹے کپڑے تیار کرتا تھا اور مقامی ہاٹ بازاروں میں آدی باسیوں کے ہاتھ فروخت کرتا یہی ان کے خاندان کا ذریعہ معاش تھا۔ جب شیخ بھکاری انصاری کی عمر بیس سال کی ہوئی تو انہوں نے چھوٹا ناگپور کے مہاراجہ کے یہاں نوکری کر لی اور تھوڑے ہی عرصے میں اپنی کارگزاریوں سے مہاراجہ کے دربار میں ایک اچھا مقام حاصل کر لیا۔ بعد میں بڑکاگڑھ جگناتھ پور کے راجہ ٹھاکر وشوناتھ دیو نے اسے دیوان کے عہدہ کی پیشکش کی اور شیخ بھکاری بڑکاگڑھ کے دیوان مقرر ہوئے شیخ بھکاری کے ذمہ بڑھ کاگڑھ کی فوج کی دیکھ بھال کا انتظام تھا اس فوج میں زیادہ تر آدی باسی نوجوان تھے۔ شیخ بھکاری نے کافی تعداد میں مومن نوجوانوں کو اس فوج میں بھرتی کیا ۱۸۵۶ء ہی سے غدر کے آثار نظر آرہے تھے ٹھاکر وشوناتھ دیو نے اپنے پانڈے

گنپت رائے۔ دیوان شیخ بھکاری اور ٹیکیٹ امراؤ سنگھ سے مشورہ کیا۔ سب نے ایک زبان ہوکر بغاوت میں حصہ لینے کی رائے دی جگدیش پور کے بابو کنور سنگھ سے خط وکتابت ہونے لگی رانچی اور چائے باسہ کے جوان بڑکا گڑھ کے فوج میں شریک ہونے لگیں۔ اچانک ۱۸۵۷ء میں آتش فشاں کی طرح بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی رام گڑھ کے ہندستانی ریجیمنٹ نے اپنے انگریز افسروں کو مار ڈالا نادر علی حولدار اور رام وجئے سپاہی نے رام گڑھ ریجیمنٹ چھوڑ دیا اور جگناتھ پور میں شیخ بھکاری کی فوج سے آملے۔ چھوٹا ناگپور میں بھی بغاوت کی آگ پھیل گئی۔ رانچی چائے باسہ اور سنتھال پرگنہ کے ضلعوں سے انگریز بھاگ گئے۔ چائے باسہ کے انصار نوجوان ، امانت علی، سلامت علی، اور شیخ ہرو تینوں سگے بھائیوں نے دمکا کے انگریز ایس ڈی او کو مار ڈالا جس کی قبر آج بھی دمکا ایس ڈی او کے بنگلے کے پاس ہے۔ چھوٹا ناگپور کا علاقہ انگریز افسروں سے خالی ہو گیا تھا۔ ٹھاکر وشوناتھ شاہ دیو نے ڈورنڈا میں ایک دربار منعقد کیا اور خوشیاں منائی جانے لگیں۔ لیکن انگریزوں کی تازہ دم فوج رام گڑھ پہونچ گئی اور جنرل میکڈونالڈ کی کمانڈ میں چٹو پالو پہاڑ کے دشوار گزار راستوں سے رانچی کے پلیٹو پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگی۔ شیخ بھکاری ٹکیٹ امراؤ سنگھ کے ساتھ چٹو پالو پہونچ گئے اور انگریزوں کا راستہ روکا انہوں نے گھاٹی پر چڑھنے والی سڑک کے پل توڑ ڈالے کنارے کے درختوں کو کاٹ کر سڑک پر ڈال دیا پھر شیخ بھکاری نے اوپر سے گولیوں کی بوچھار کر کے انگریز فوجیوں کا ناک میں دم کر دیا جب گولیاں ختم ہوگئیں تو شیخ بھکاری نے انگریزی فوج پر بڑے بڑے پتھر لڑھکانے کا حکم دیا جس سے انگریز فوجی کچل رہے تھے مگر جنرل میکڈونلڈ نے مقامی باشندوں سے مل کر گھاٹی کے اوپر جانے کا خفیہ راستہ معلوم کر لیا اور اپنی فوج کی ایک ٹکڑی کو لے کر

لے کراسی خفیہ راستے سے چڑھ آیا شیخ بھکاری کو اس کی خبر نہ ہوسکی ان کی گولیاں بھی ختم ہو چکی تھیں۔ اچانک انگریز دستے نے شیخ بھکاری اور ٹیکیٹ امراؤ سنگھ کو ۶ رجنوری ۱۸۵۸ء کو گھیر کر کے گرفتار کرلیا دوسرے دن اسی جگہ نام نہاد فوجی عدالت بیٹھی جنرل میکڈونالڈ نے شیخ بھکاری اور ان کے ساتھیوں کو سزائے موت کا حکم دیتے ہوئے یہ کہا :

Among the rebels Sheikh Bhikari is the most notorious and danjerous mutineer

۸رجنوری ۱۸۵۸ء کو آزادی کے علمبردار سرفروش مجاہد وطن چٹو پالو گھاٹی کے ایک درخت کی شاخ سے لٹکا کر شہید کر دیئے گئے۔

اس طرح شیخ بھکاری انصاری نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے جنگ آزادی میں اپنا نام سنہرے حروف سے لکھ لیا اگر ان کی مانند اور دوسرے بھی ہوتے تو انگریز ان کا کچھ نہیں بگاڑ پاتے۔ بہر حال ہم اس گمنام مجاہد آزادی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ شیخ بھکاری انصاری کی مانند اور دیگر ایسے متعدد انصاری مجاہدین ہیں جو گمنام میں گم ہیں ان کے بارے میں لوگوں کو علم نہیں ہے۔ ہم ایسے مجاہدین کے کارناموں کو بھی نئی نسل کے سامنے پیش کیا جانا چاہئے۔

☆☆☆☆☆☆

امتیاز غدر

جھارکھنڈ کا ایک نایاب ہیرا

شیخ بھکاری انصاریؒ

دنیا کے بیشتر ترقی یافتہ و ترقی پذیر ملکوں کے پیش منظر میں ان کی اپنی ایک تاریخ رہی ہے۔ جس پر ان ملکوں کے باشندے فخر کر سکیں۔ ساتھ ہی اپنی موجودہ نسلوں کو اپنی تابناک تاریخ کے حوالے سے یہ احساس دلاسکیں کہ دیکھو تمہارے آباء واجداد کس قدر قوت بازو رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی جانبازی اور بلند حوصلوں سے تاریخ میں اپنا اور اپنے قوم وملت کے لئے ایک الگ مقام حاصل کئے۔

ہمارے ملک ہندُستان کی تاریخ کا دامن بھی اپنے جانبازوں کے کارناموں سے بھرا پڑا ہے۔ اس کے کسی بھی خطے کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے، وہاں کوئی نہ کوئی سورما اپنی جانبازی کی کہانی بیان کرتا ہوا مل جائیگا۔ خصوصاً انگریزوں کے دور حکومت میں ان کی غلامی سے آزادی حاصل کرنے کی غرض سے اپنی جان تک قربان کر دینے والے ہزارہا شہداء کے بہادری کے قصے آج بھی بڑے شوق سے بیان کئے جاتے ہیں۔

خاندانوں کے افراد بخاری کا تلفظ ادانہیں کر پاتے تھے ۔اور انہیں بخاری نہ بلا کر بھکاری بلاتے تھے۔اور شیخ بھکاری جب جوان ہوئے تب اپنے اصل نام کی جگہ عرف عام یعنی شیخ بھکاری نام سے ہی مشہور ہوئے ۔ اسی طرح ان کے بڑے بھائی شیخ حرکت اللہ شیخ ہرکھو کے نام سے مشہور ہوئے۔ان کی اکلوتی اوران سے بڑی بہن کا نام امرت بی تھا۔جو اپنے اصل نام سے ہی جانی پہچانی جاتی تھی۔

شیخ بھکاری بچپن ہی سے نہایت ہی چنچل قسم کی طبیعت کے حامل تھے۔انھوں نے بچپن میں ہی شکار کا فن، تیراکی و چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں میں چڑھنا سیکھ لیا تھا۔اپنی الھڑ عادتوں کی وجہ کر شیخ بھکاری گھر سے زیادہ باہر رہنا پسند کرتے تھے۔جیسے جیسے بچپن گزرتا گیا وہ اپنے قبائلی دوستوں کے ساتھ مل کر کبڈی، کُشتی اور بڑے بڑے درختوں پر چڑھنے میں ماہر ہو گئے۔جوانی کی دہلیز پر آتے ہی انھوں نے تلوار بازی، تیراندازی اور گھوڑ سواری کا فن سیکھ لیا۔شیخ بھکاری کی والدہ ایک جاگیردارانہ اور مہذب گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔جو خود اردو، فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی ہوئی تھی۔شیخ بھکاری کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی والدہ محترمہ کی زیرنگرانی ہوئی۔ بعد میں ان کے والد محترم نے تینوں بہن بھائیوں کی تعلیم کے لئے گھر پر ہی ایک مولوی صاحب کو مقرر کر دیا۔مولوی صاحب کے نزدیک انھوں نے حیرت انگیز طریقے سے اپنی ذہانت کا اظہار کیا۔شیخ بھکاری کی پر پوتی شمیمہ خاتون انصاری نے اپنی کتاب شہید شیخ بھکاریؒ حیات وخدمات میں لکھتی ہیں کہ مولوی صاحب جو بھی سبق شیخ بھکاری کو دیتے تھے وہ دوسرے دن زبانی یاد کر کے انھیں سنا دیتے تھے۔مولوی صاحب بھی ان کی ذہانت کے قائل ہو گئے تھے۔

محترمہ شمیمہ خاتون انصاری مزید لکھتی ہیں کہ مجاہد آزادی شیخ بھکاری کے آباء و اجداد کا تعلق سولہویں صدی کے وسط میں چھوٹا ناگپور کے گھنے جنگلات اور سنگلاخ

عام یعنی شیخ بھکاری نام سے ہی مشہور ہوئے۔ اسی طرح ان کے بڑے بھائی شیخ حرکت اللہ شیخ ہرکھو کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کی اکلوتی اور ان سے بڑی بہن کا نام امرت بی تھا۔ جو اپنے اصل نام سے ہی جانی پہچانی جاتی تھی۔

شیخ بھکاری بچپن ہی سے نہایت ہی چنچل قسم کی طبیعت کے حامل تھے۔ انھوں نے بچپن میں ہی شکار کا فن، تیراکی و چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں میں چڑھنا سیکھ لیا تھا۔ اپنی الہڑ عادتوں کی وجہ کر شیخ بھکاری گھر سے زیادہ باہر رہنا پسند کرتے تھے۔ جیسے جیسے بچپن گزرتا گیا وہ اپنے قبائلی دوستوں کے ساتھ مل کر کبڈی، کشتی اور بڑے بڑے درختوں پر چڑھنے میں ماہر ہو گئے۔ جوانی کی دہلیز پر آتے ہی انھوں نے تلوار بازی، تیراندازی اور گھوڑسواری کا فن سیکھ لیا۔

شیخ بھکاری کی والدہ ایک جاگیردارانہ اور مہذب گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ جو خود اردو، فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی ہوئی تھی۔ شیخ بھکاری کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی والدہ محترمہ کی زیرنگرانی ہوئی۔ بعد میں ان کے والد محترم نے تینوں بہن بھائیوں کی تعلیم کے لئے گھر پر ہی ایک مولوی صاحب کو مقرر کر دیا۔ مولوی صاحب کے نزدیک انھوں نے حیرت انگیز طریقے سے اپنی ذہانت کا اظہار کیا۔ شیخ بھکاری کی پرپوتی شمیمہ خاتون انصاری نے اپنی کتاب شہید شیخ بھکاریؒ حیات وخدمات میں لکھتی ہیں کہ مولوی صاحب جو بھی سبق شیخ بھکاری کو دیتے تھے وہ دوسرے دن زبانی یاد کر کے انھیں سنا دیتے تھے۔ مولوی صاحب بھی ان کی ذہانت کے قائل ہو گئے تھے۔

محترمہ شمیمہ خاتون انصاری مزید لکھتی ہیں کہ مجاہد آزادی شیخ بھکاری کے آباء و اجداد کا تعلق سولہویں صدی کے وسط میں چھوٹا ناگپور کے گھنے جنگلات اور سنگلاخ وادیوں سے شروع ہوتا ہے۔ جب شیر شاہ سوری نے وقتی طور پر کچھ دنوں کے لئے مغلوں سے اپنی روپوشی کے غرض سے اس خطہ کو استعمال کیا۔ اسی وقت ایک جگہ کرنج

وادیوں سے شروع ہوتا ہے۔ جب شیر شاہ سوری نے وقتی طور پر کچھ دنوں کے لئے مغلوں سے اپنی روپوشی کے غرض سے اس خطہ کو استعمال کیا۔ اسی وقت ایک جگہ کرنج پورہ میں بافندے آباد ہو گئے تھے جو شیخ بابو کہلاتے تھے۔ شیر شاہ سوری کے ساتھ آئے انھیں شیخوں سے شیخ بھکاری کے آباء واجداد تعلق رکھتے تھے۔ جو کپڑا بننے کے غرض سے اپنے گھروں میں گھریلو کرگھا و چرخا کے کارخانے قائم کئے ہوئے تھے۔ اپنے عہد شباب کے شروعاتی دور میں شیخ بھکاری بھی اپنے والد محترم اور بڑے بھائی شیخ ہرکھو کے ہمراہ اپنے خاندانی پیشہ بنکری سے وابستہ رہے۔ اور انھوں نے اپنے والد اور بھائی سے تجارت کا فن سیکھا۔ لیکن پروردگار نے انھیں کسی اور کام کے لئے بنایا تھا۔ اس لئے بعد میں بنکری میں ان کا دل کم ہی لگنے لگا۔ اس سے علیحدہ شجاعت اور بہادری کے کاموں میں ان کی دلچسپی بڑھنے لگی۔ تلوار بازی اور گھوڑ سواری میں وہ اچھے اچھوں کو مات دینے کی قوت رکھتے تھے۔

ایک دفعہ مکہ ہوپٹے میں ایک نہایت ہی بگڑا اور جان لیوا گھوڑا فروخت کے لئے آیا اس سے قبل اس گھوڑے نے کئی شہسواروں کی جان لی تھی اور عام لوگوں کو نقصان پہنچایا تھا۔ جب شیخ بھکاری کو اس گھوڑے کے بابت معلوم ہوا۔ تب انھوں نے اپنے والد محترم سے اسے خریدنے کی ضد کرنے لگے۔ ساتھ ہی اس پر سوار ہونے کی اجازت مانگنے لگے۔ ان کے والد شیخ لعل بہادر صاحب اس خطرناک گھوڑے سے واقف تھے۔ وہ اپنے عزیز بیٹے کی جان کو خطرے میں ڈالنا نہیں چاہتے تھے۔ لیکن ضدی شیخ بھکاری کے بار بار اصرار کرنے پر آخر انھوں نے اس گھوڑے کی سواری کی اجازت دے دی۔ والد سے اجازت ملتے ہی چیتے کی پھرتی سے شیخ بھکاری اس گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور اسے دوڑاتے ہوئے جنگل کی جانب نکل پڑے۔ وہاں موجود افراد اور خود ان کے والد

محترم کو یہ خدشہ ہونے لگا کہ شاید ہی شیخ بھکاری صحیح سلامت واپس لوٹے گا۔ لیکن قدرت نے اس جانباز کو کسی اور ہی کام کے لئے چن رکھا تھا۔ کچھ وقفہ گزرا تو لوگ کیا دیکھتے ہیں کہ شیخ بھکاری آرام سے مسکراتے ہوئے گھوڑے پر سوار واپس آرہے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہاں موجود شیخوں اور قبائلیوں نے ان کے نام کے نعرے بلند کرنے لگے۔ اسی وقت ان کے والد محترم نے وہ گھوڑا خرید کر انھیں انعام میں دے دیا۔

ایک دوسرا واقعہ جو ان کی شجاعت او بہادری میں چار چاند لگا دیا وہ یہ تھا کہ ایک دفعہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر گھنے جنگلوں کے جانب نکل گئے۔ راستے میں انھیں ایک بچے کی چیخ و پکار سنائی دی۔ جب انھوں نے دریافت کیا تو پتہ چلا کہ کچھ فاصلے پر ہی ایک شیر اس کے بھائی کو منھ میں دبائے کھڑا ہے۔ آناً فاناً میں ہی انھوں نے تیر سے اس شیر پر اس قدر نشانہ سادھا کہ وہ شیر بچے کو چھوڑ کر زمیں بوش ہو گیا۔ پھر انھوں نے تابڑتوڑ کئی تیر اس خونخوار شیر پر داغے اور وہ وہیں زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ اس واقعات کے بعد ان کی شجاعت اور بہادری کی شہرت سارے خطے میں پھیل گئی۔ خاص کر قبائلیوں میں وہ اور عزت کی نگاہوں سے دیکھے جانے لگے۔ لیکن ان کی شجاعت اور بہادری کے قصے صرف گاؤں قصبوں تک ہی محدود نہیں رہے بلکہ رفتہ رفتہ یہ ساری باتیں دور بیٹھے مہاراجا وشوناتھ شاہ دیو کے کانوں تک بھی جا پہنچی اور انھوں نے شیخ بھکاری کے والد محترم جناب شیخ لعل بہادر عرف شیخ بدھن جو اکثر و بیشتر تجارتی سلسلے میں مہاراجا وشوناتھ شاہ دیو کے دربار میں جایا کرتے تھے کے ذریعے انھیں دربار میں بلاوا بھیجا گیا۔ جہاں پہلی ملاقات کے بعد ہی مہاراجا نے شیخ بھکاری کو اپنی ریاست کے لئے خبر رسانی کا ذمہ سونپ دیا۔ جسے انھوں نے عقل مندی اور ایمانداری سے بخوبی انجام دیا۔ بعد میں وہ ان کی فوج کے سپہ سالار بنائے گئے اور انھیں دیوانی بھی عطا کی گئی۔

1850ء کے بعد چھوٹا ناگپور میں قبائلیوں کی چھوٹی بڑی بغاوتیں لگاتار جاری تھیں۔اس میں بنکر برادری یعنی انصاری، مومن برادری نے بھی بھرپور حصہ لیا تھا۔ غدر کے وقت جب کمپنی کے فوجی کیمپوں میں دیسی سپاہیوں نے بغاوتیں شروع کر دی تب یہاں کے باشندے بلاتفریق مذہب وملت کے ایک پرچم تلے جمع ہوتے چلے گئے۔ایسی آزادی کے دیوانوں کو محبّ وطن مہاراجا وشوناتھ شاہ دیو، پانڈے گنپت رائے، بڑائیک ہری سنگھ، ٹکیت امراؤ سنگھ اور سب سے بڑھ کر شیخ بھکاری جیسے جانبازوں کا ساتھ ملا۔ 1857ء میں جب چھوٹا ناگپور کے ہر خطے سے بغاوت کی خبریں آنے لگیں۔ساتھ ہی انگریزوں کے ظلم و بربریت کی داستانیں ہر جانب سنائی دینے لگیں۔تب مہاراجا ٹھاکر وشوناتھ شاہ دیو نے رانچی کی طرف آنے والے ہر چھوٹے بڑے راستوں پر اپنے جانبازوں کو فوجی ٹکڑیوں کے ساتھ طعینات کرنا شروع کر دیا۔جس وقت وہ مجاہدین کے ہمراہ بڑموتھانہ کو آگ کے حوالے کر کے لوہردگا کی جانب بڑھ رہے تھے،اسی وقت انھیں خفیہ اطلاع ملی کہ انگریز اپنے جنرل میگڈونالڈ کی قیادت میں رامگڑھ میں جمع ہو رہے ہیں۔یہ اطلاع ملنے کے بعد ٹھاکر صاحب نے اپنے جانباز سپہ سالار شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤ سنگھ کو فوجی دستوں کے ساتھ رام گڑھ، رانچی راستے میں پڑنے والی چوٹو پالوگھاٹی کی جانب بھیجا۔اس وقت اس سنگلاخ گھاٹی کو پار کرنا ایک مشکل امر تھا۔

شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤ سنگھ نے چوٹو پالوگھاٹی میں رام گڑھ کی جانب سے آنے والے ہر راستے مین اپنے جانبازوں کو تعینات کر دیئے۔اور دونوں اضطرابی کے عالم میں میگڈونلڈ اور اس کے سپاہیوں کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔اور جب دونوں جانب کے سپاہی ایک دوسرے کے مدمقابل ہوئے۔تب شیخ بھکاری کے تیراندازوں

اور بندوق دھاریوں نے ان دونوں کی قیادت میں میکڈونالڈاوراس کے سپاہیوں کے دانت کھٹے کردیئے۔اس کے بہت سارے سپاہی جاں بحق ہوئے۔اورمیکڈونالڈ کچھ وقفے کے لئے وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔لیکن تھا وہ شاطر دماغ کا۔اس نے اپنے دیسی سپاہیوں کی مدد سے کچھ سیدھے سادے چرواہوں کو بہلا پھسلا کراور کچھ چھوٹے مگرغدارزمینداروں کی مدد سے چوٹو پالوگھاٹی کوخفیہ راستوں سے گھیرنا شروع کردیا۔ 6/جنوری 1858ءکوشیخ بھکاری اورٹکیت امراؤسنگھ کوان کے سپاہیوں کے ہمراہ چاروں طرف سے گھیرلیا گیا۔شیخ بھکاری اوراس کے وفادار جانبازوں نے جہاں تک ممکن ہوسکا پتھروں اور تیروں سے دشمن کا مقابلہ کیا۔لیکن آخر میں شیخ بھکاری اورٹکیت امراؤسنگھ گرفتارکرلئے گئے۔میکڈونالڈ جوشیخ بھکاری کی شجاعت اور بہادری سے واقف تھا،انھیں زیادہ دنوں تک زندہ رکھنا اپنے لئے خطرہ سمجھتا تھا۔لہذااس ظالم نے 7/جنوری 1858ء کواسی چوٹو پالوگھاٹی کےایک برگد کےدرخت کے نیچےاپنی فوجی عدالت لگایااوردونوں کو پھانسی کی سزاسنائی۔اگلے دن یعنی 8/جنوری 1858ءکواسی برگد کےدرخت کی دوڈالیوں میں پھانسی کا پھندالٹکایا گیااوردونوں محبّ وطن کو پھانسی دے دی گئی۔

آج بھی وہ برگد کا درخت دونوں کی شہادت کی گواہی دیتا ہوا کھڑا ہے۔ جہاں ہرسال جھارکھنڈ حکومت کے کچھ نمائندے اورسماجی تنظیموں کے کچھ کارکن آکر ان ویرسپوتوں کوعقیدت پیش کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

ڈاکٹر زاہد فاروق

پہلی جنگ آزادی کا سرفروش

شہید شیخ بھکاری

برصغیر کی تقسیم کے بعد آزاد ہندُستان میں آباد مسلمانوں سے جہاں کئی امتیازات برتے گئے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جنگ آزادی میں دی گئی ان کی قربانیوں کا ذکر کرنے سے گریز کیا گیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے انگریزوں کی غلامی کا طوق اتارنے کے لئے طویل لڑائی لڑی اور صعوبتیں برداشت کیں۔ علمائے دین نے کئی تحاریک چلائیں اور وطن عزیز کو آزاد کرانے میں پیچھے نہیں رہے۔ سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر جن شہدائے آزادی کا ہر سال ذکر سننے کو ملتا ہے ان میں بھگت سنگھ، سکھدیو اور راج گورو سرفہرست ہوتے ہیں۔ شیخ الہند، مولانا برکت اللہ، علی برادران اور مسیح الملک وغیرہ کا نام لینا گوارہ نہیں کیا جاتا۔ چند برس پیشتر میں نے ایک جریدے کے لئے ایک مضمون تحریر کیا تھا جس کا عنوان تھا ''مسیح الملک کو فراموش کرنے کا گناہ عظیم''۔ یہ مضمون مسیح الملک حکیم اجمل خاں میموریل سوسائٹی (دہلی) کے مجلّہ میں شامل اشاعت کیلئے فرمائش پر لکھا گیا تھا۔ اس میں اسی بات کی طرف توجہ

دلائی گئی تھی کہ جن مجاہدین آزادی نے تقسیم وطن کی تائید نہیں کی انہیں نظر انداز کرنا دیانتداری نہیں۔نظریہ پاکستان کتنا درست تھا، اس پر آج بحث کر کے وقت ضائع کرنا فضول ہے تاہم اس سوال کی اہمیت اپنی جگہ اٹل ہے کہ ایسا کیوں کیا گیا۔

جن مجاہدین نے آزاد ہندُستان کو وطن عزیز کے طور پر اپنایا ان کو خراج عقیدت پیش کرنے سے بعض عناصر کیوں امتیاز برتتے ہیں۔مسیح الملک کو ایک مرتبہ گاندھی جی نے ایک مکتوب میں لکھا کہ آپ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے مشترکہ لیڈر رہیں۔ حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ اس عظیم المرتبت مجاہد آزادی تک کو بھی آزاد ہندُستان کے ارباب اقتدار نے نہ صرف نظر انداز کیا بلکہ ان کی یادگار طبیہ کالج بھی آج بدحالی کی شکار ہے جس کی بنیاد خود گاندھی جی نے اپنے ہاتھوں سے رکھی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ مستقبل کا مورخ آزاد ہندُستان میں برتے گئے اس امتیاز کو جلی حروف میں رقم کرے گا۔آزاد ہندُستان نے اسی طرح بہار کے ایک جری نوجوان شہید شیخ بھکاری کو فراموش کرنے کا گناہ کیا گیا ہے جو انگریزوں کے لئے دردسر بن گئے تھے۔تاریخ کے زریں اوراق سے ان کا نام نہیں مٹایا جاسکتا۔اس مومن سورما کو چھوٹا ناگپور علاقے کے جنگل پہاڑ اور گھاٹیاں آج بھی یاد کرتی ہیں۔

رانچی کی سطح مرتفع کا چپہ چپہ شیخ بھکاری اور ان کی فوج کی گوریلا لڑائیوں کا گواہ ہے جو انہوں نے فرنگی سرکار کے خلاف لڑیں۔ان لڑائیوں کا مقصد آخری مغل بہادر شاہ ظفر کی قیادت میں 1857ء میں شروع ہوئی پہلی جنگ آزادی کو آگے بڑھانا تھا۔شیخ بھکاری کی سوانح حیات میں ذکر ہے کہ جنگ آزادی میں کود کر انہوں نے مومن برادری اور بہار کا نام روشن کردیا اور صف اول کے شہیدوں کی فہرست میں جگہ پائی۔سوانح حیات میں لکھا ہے کہ ان کی پیدائش ضلع رانچی کے ہوچے گاؤں کے ایک

مومن بنکر خاندان میں 1821ء میں ہوئی۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو پارچہ بافی کے خاندانی کام میں لگ گئے۔ خاندان کے لوگ گاڑھے کا کپڑا بنتے اور تیار مال مقامی ہاٹ بازاروں میں آدی باسیوں کے ہاتھ فروخت کر دیا کرتے تھے۔ جب شیخ بھکاری بیس سال کے ہوئے تو انہوں نے چھوٹا ناگپور کے مہاراجہ کے یہاں ملازمت کر لی۔ اپنی محنت اور سوجھ بوجھ سے مختصر عرصے میں ہی انہوں نے مہاراجہ کے دربار میں ایک ممتاز مقام حاصل کر لیا۔ اس مومن نوجوان نے حیرت انگیز ترقی کی منزلیں طے کیں۔ عنفوان شباب میں انہیں دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ قدرت نے انہیں کسی عظیم کام کی انجام دہی کے لئے پیدا کیا ہے۔ وہ یقیناً آگے چل کر بہار کا نام روشن کریں گے اور قدرت نے ان سے وہی کام لیا جس کا آگے ذکر آئے گا۔

جب شیخ بھکاری کی خداداد صلاحیتوں کی خبریں بڑکا گڑھ جگن ناتھ پور کے راجہ ٹھاکر وشوناتھ دیو تک پہنچیں تو انہوں نے انہیں دیوان کے عہدے کی پیش کش کی۔ اس طرح شیخ بھکاری اپنی زندگی کے ایک اعلیٰ منصب پر فائز ہو گئے۔ آزادی سے قبل ریاستوں کے نظم و نسق یعنی ایڈمنسٹریشن سے ناواقف حضرات کو یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ ''دیوان'' کا عہدہ ایسا ہوا کرتا تھا جیسا کہ کسی بادشاہ کے ایک وزیر اعظم کا ہوتا تھا۔ شیخ بھکاری نے انہیں دئے گئے اختیارات کی بدولت بڑکا گڑھ کی فوج کا چارج سنبھالا۔ اس فوج میں زیادہ تر آدی باسی نوجوان شامل تھے۔ شیخ بھکاری نے اپنی برادری کے نوجوانوں کو فوجی ملازمت کی ترغیب دی اور ان سے کہا کہ انگریزوں کے خلاف بغاوت وسعت اختیار کرے گی اس لئے ان سے ٹکر لینے کے لئے بہار کے مومنوں کو بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ہوگا۔ شیخ بھکاری دیکھ رہے تھے کہ 1856ء سے انگریزوں کے خلاف ہندُستانیوں کے دلوں میں نفرت کی چنگاریاں بڑھنے لگی تھیں۔

ان کا سیاسی استحصال تو ہوا ساتھ ہی ان کو اقتصادی طور پر تباہ و برباد کر دیا گیا تھا۔ راجہ وشوناتھ دیو نے وزیر پانڈے گنپت رائے، دیوان شیخ بھکاری اور ٹکیٹ امراؤ سنگھ کے ساتھ مجلس منعقد کر کے صلاح و مشورے کئے۔ اتفاق رائے سے طے پایا کہ فرنگیوں کے خلاف جنگ کرنا ضروری ہے۔ جگدیش پور کے بابو کنور سنگھ سے سلسلہ مراسلات ہوا۔ رانچی اور چائباسہ کے نوجوانوں کی بھرتی بڑکاگڑھ کی فوج میں دھڑا دھڑ ہونے لگی۔ دور اندیش شیخ بھکاری نے جیسے پہلے ہی سے بھانپ لیا تھا ایک سال بعد 1857ء میں میرٹھ سے انقلاب کی پہلی چنگاری پھوٹ پڑی۔ انقلابیوں نے متعدد انگریز حاکموں کو ٹھکانے لگا کر دہلی کا رخ کیا اور اس طرح پہلی جنگ آزادی کا بگل بج گیا۔ رام گڑھ کی ہندوستانی رجمنٹ نے اپنے انگریز افسروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس رجمنٹ کے حوالدار نادر علی اور سپاہی رام وجے، شیخ کی فوج سے آملے۔ رام گڑھ کے بعد چھوٹا ناگپور میں بھی بغاوت پھیل گئی۔ رانچی اور چائباسہ کے اضلاع سے انگریز دم دبا کر بھاگ گئے۔

چائباسہ کے انصار نوجوان برادران امانت علی۔ سلامت علی اور شیخ مراد نے دمکا کے انگریز ایس۔ ڈی۔ او۔ کو مار ڈالا۔ اس طرح چھوٹا ناگپور انگریزوں کے قبضے سے خالی ہو گیا۔ راجہ نے دربار منعقد کیا اور جشن منایا گیا۔ یہ خوشی دیرپا نہیں رہی۔ فرنگیوں کی تازہ دم فوج رام گڑھ پہنچ گئی اور جنرل میکڈونالڈ کی قیادت میں رانچی کی سطح مرتفع سر کرنے کی کوشش کی۔ شیخ بھکاری، ٹکیٹ امراؤ سنگھ کے ساتھ چٹو پالو پہنچے اور مزاحمت کی۔ گھاٹی پر چڑھائی کے مددگار پل توڑ دئے اور درخت کاٹ کر سڑک پر رکاوٹ کھڑی کر دی۔ پھر شروع ہوا گھسمان کا رن۔ شیخ اور امراؤ نے اوپر سے انگریزوں پر گولیاں چلائیں۔ طویل مقابلے کے بعد گولیاں ختم ہو گئیں لیکن دونوں کی

بہادری نے ساتھ نہیں چھوڑا اور فرنگیوں پر چٹانی پتھر لڑھکا کر انہیں جانی نقصان پہنچایا۔لیکن مادر ہند کے ساتھ دھوکہ کا جو ڈرامہ غدارِ بنگال میر جعفر اور غدارِ میسور میر صادق نے رچا تھا، وہ اس گھڑی بھی دہرایا گیا۔ جنرل میکڈونالڈ نے مقامی باشندوں کو غداری پر آمادہ کرکے ان سے گھاٹی پر چڑھائی کا خفیہ راستہ معلوم کرلیا، اور خاموشی سے اوپر پہنچ کر نہتے شیخ بھکاری اور امراؤ سنگھ کو گھیر کر اپنے قبضے میں لے لیا۔ یہ 7/جنوری 1858ء کا منحوس دن تھا جو چند غداروں کی وجہ سے دیکھنا پڑا۔آسمان خون کے آنسو رو رہا تھا کہ کاش ہندوستانی غداری کی بجائے دل سے دل ملا کر انگریزوں کے خلاف لڑتے تو جنگ آزادی کامیاب ہوجاتی۔اگلے دن اس مقام پر انگریزوں نے فوجی عدالت لگائی جس میں شیخ بھکاری اوران کے ساتھیوں پر بغاوت کا مقدمہ چلا اور انہیں سزائے موت دینے کا فیصلہ سنایا گیا۔صدر عدالت جنرل میکڈونالڈ کے حکم پر اس عظیم مجاہد آزادی کو چٹوبالوگھاٹ کے مقام پر ہی ایک درخت سے لٹکا کر پھانسی دے دی گئی۔

☆☆☆☆☆☆

چودھری جمال الدین

شہید شیخ بھکاری انصاری

جھارکھنڈ ریاست (سابق صوبہ بہار چھوٹا ناگپور) کے جنگل اور پہاڑیوں میں بسنے والے ان سرفروش جانبازوں کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی جنھوں نے جنگ آزادی میں حصہ لے کر اپنی جانیں قربان کیں۔ ان جانبازوں میں شیخ بھکاری انصاری کا نام سرفہرست ہے۔ شیخ بھکاری رانچی ضلع کے ہوپے گاؤں کے ایک مومن بنکر خاندان میں ۱۸۲۱ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے یہ پارچہ بافی کا کام کرتے تھے۔ ان کا خاندان گاڑھے موٹے کپڑے تیار کرتا تھا اور مقامی ہاٹ بازاروں میں آدی باسیوں کے ہاتھ فروخت کرتا۔ شیخ بھکاری انصاری کے خاندان کا ذریعہ معاش ان ہی کپڑوں سے ہوتا تھا۔ ان کی عمر جب ۲۲ رسال کی ہوئی تو انھوں نے چھوٹا ناگپور کے مہاراجہ کی یہاں نوکری کر لی اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی کارگزاریوں سے مہاراجہ کے دربار میں ایک اچھا مقام حاصل کرلیا۔ بعد میں بڑکاگڑھ جگناتھ پور کے راجا ٹھاکر وشوناتھ دیو نے انہیں دیوان کے عہدہ کی پیش کش کی اور شیخ بھکاری بڑکا گاؤں کے دیوان مقرر ہوئے۔ شیخ بھکاری کے ذریعہ بڑکاگڑھ کی فوج کی دیکھ بھال کا انتظام تھا۔ اس فوج میں زیادہ تر آدیباسی نوجوان تھے۔ شیخ بھکاری نے کافی تعداد میں مومن

نوجوانوں کواس فوج میں بھرتی کیا۔ ۱۸۵۶ء ہی سے غدر کے آثار نظر آرہے تھے۔ ٹھاکر وشوناتھ دیو نے اپنے وزیر پانڈے گنپت رائے، دیوان شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤ سنگھ سے مشورہ کیا۔ سب نے ایک زبان ہوکر بغاوت میں حصہ لینے کی رائے دی۔ جگدیش پور کے بابو کنور سنگھ سے خط وخطابت ہونے لگی۔ رانچی اور چائباسہ کے نوجوان بڑکا گڑھ کی فوج میں شریک ہونے لگے۔ اچانک ۱۸۵۷ء میں آتش فشاں کی طرح بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی۔ رام گڑھ رجیمنٹ نے اپنے انگریز افسروں کو مار ڈالا۔ نادر علی حولدار اور رام وجئے سپاہی نے رام گڑھ رجیمنٹ چھوڑ دیا اور جگناتھ پور میں شیخ بھکاری کی فوج سے آملے۔ چھوٹا ناگپور میں بغاوت کی آگ پھیل گئی۔ رانچی چائباسہ اور سنتھال پرگنہ کے ضلعوں سے انگریز بھاگ گئے۔

چائباسہ کے انصار نوجوان امانت علی، سلامت علی، اور شیخ ہردو تینوں سگے بھائیوں نے دمکا کی انگریز ایس۔ڈی۔او کو مار ڈالا جس کی قبر آج بھی دمکا ایس۔ڈی۔او کے بنگلے کے پاس ہے۔ چھوٹا ناگپور کا علاقہ انگریز افسروں سے خالی ہو گیا۔ رام گڑھ کے فوجی ٹھکانوں پر حملہ تیز کرنے کے لئے شیخ بھکاری انصاری نے رام گڑھ سے ۲۵۔۳۰ کیلومیٹر دور بھورکنڈا علاقہ میں جدوجہد آزادی کی لڑائی تیز کی۔ بڑکا گڑھ علاقہ کے نزدیک بھورکنڈا کے کوئلہ کان علاقہ میں لوگوں کو جمع کیا اور وہیں سے رام گڑھ کے فوجی علاقہ پر قدغن لگائی۔ یہاں مومن برادری کے نوجوان لڑکوں کی ایک بریگیڈ تیار کی جس کا نام بنکر مومن فوج دیا۔ تقریبا ۸ ہزار افراد پر مشتمل مومن اور پٹھان برادری کے لوگوں کی ۱۸۵۰ء مین فوج تیار کر لی اور جھارکھنڈ کے کوڈرمہ، چائباسہ میں ان کی سرگرمیاں جاری رہیں اس کے ایک سال کے بعد وہ پرانے شاہ آباد ضلع کے جگدیش پور بھی بابو کنور سنگھ سے ملنے گئے کیوں کہ اس زمانے میں خط و

کتابت اور افراد کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنا مشکل ہو رہا تھا۔ وہ جگدیش پور، پیرو اور آگے بھی گئے اور وہاں مومن برادری اور پٹھان برادری کے نوجوانوں کو اکٹھا کیا اور ملک پر انگریزوں کے دبدبہ کو ختم کرنے کی انتھک کوشش کیں۔ یہاں ان نوجوانوں کی فوجی تربیت آرہ سے چند میل کی دوری پر سنہا علاقہ میں گنگا ندی کے کنارے دو سالوں تک دیتے رہے اور ان نوجوانوں نے بکسر اور یو پی کے مغل سرائے کے علاقے میں انگریزوں کے خلاف لڑائی جاری رکھی ان مومن برادری اور پٹھان نوجوان کی تال میل بابو کنور سنگھ کی فوج سے لگاتار بنی رہی لیکن بابو کنور سنگھ کے مرنے کے بعد ان مومن برادری گھرانوں کے آزادی کی جنگ آزادی میں تعاون جاری رہا لیکن ۸/ جنوری ۱۸۵۸ء کو شیخ بھکاری انصاری کی سزائے موت کے بعد مومن برادری کے لوگ بالکل سست پر گئے اور اس طرح کئی برسوں تک جدو جہد آزادی کی جنگ سرد پڑ گئی تھی۔ جنرل میکڈونالڈ نے شیخ بھکاری اور ان کے ساتھیوں کو سزائے موت کا حکم دیا اور ۸/ جنوری ۱۸۵۸ء کو پھانسی دے دی گئی۔

☆☆☆☆☆☆

شیخ امام الدین انصاری

شیخ بھکاری انصاری

۱۸۵۷ء کا ایک سرفروش محب وطن

صوبہ بہار چھوٹا ناگپور علاقہ کے جنگل اور پہاڑوں میں رہنے والے ان سرفروش جانبازوں کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لے کر اپنی جانیں قربان کیں۔ ان جانبازوں میں شیخ بھکاری کا نام سرفہرست ہے۔ رانچی ضلع کے ہوپے گاؤں کے ایک مومن بنکر خاندان میں ۱۸۲۱ء میں پیدا ہوئے بچپن ہی سے یہ پارچہ بافی کا کام کرتے تھے ان کا خاندان گاڑھے موٹے کپڑے تیار کرتا تھا اور مقامی ہاٹ بازاروں میں آدی باسیوں کے ہاتھ فروخت کرتا یہی ان کے خاندان کا ذریعہ معاش تھا۔

جب شیخ بھکاری انصاری کی عمر بیس سال کی ہوئی تو انہوں نے چھوٹا ناگپور کے مہاراجہ کے یہاں نوکری کر لی اور تھوڑے ہی عرصے میں اپنی کارگزاریوں سے مہاراجہ کے دربار میں ایک اچھا مقام حاصل کرلیا۔ بعد میں بڑکا گڑھ جگناتھ پور کے راجہ ٹھاکر وشوناتھ دیو نے اسے دیوان کے عہدہ کی پیشکش کی اور شیخ بھکاری بڑکا گڑھ کے دیوان مقرر ہوئے شیخ بھکاری کے ذمہ بڑھ کا گڑھ کی فوج کی دیکھ بھال کا

انتظام تھا اس فوج میں زیادہ تر آدی باسی نوجوان تھے۔شیخ بھکاری نے کافی تعداد میں مومن نوجوانوں کو اس فوج میں بھرتی کیا ۱۸۵۶ء ہی سے غدر کے آثار نظر آ رہے تھے ٹھاکر وشوناتھ دیو نے اپنے پانڈے گنپت رائے۔دیوان شیخ بھکاری اور ٹیکیٹ امراؤ سنگھ سے مشورہ کیا۔سب نے ایک زبان ہوکر بغاوت میں حصہ لینے کی رائے دی جگدیش پور کے بابو کنور سنگھ سے خط و کتابت ہونے لگی رانچی اور چائے باسہ کے جوان بڑکا گڑھ کے فوج میں شریک ہونے لگیں۔اچانک ۱۸۵۷ء میں آتش فشاں کی طرح بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی رام گڑھ کے ہندستانی رجمنٹ نے اپنے انگریز افسروں کو مار ڈالا۔نادر علی حولدار اور رام وجئے سپاہی نے رام گڑھ رجمنٹ چھوڑ دیا اور جگناتھ پور میں شیخ بھکاری کی فوج سے آملے۔چھوٹا ناگپور میں بھی بغاوت کی آگ پھیل گئی۔رانچی چائے باسہ اور سنتھال پرگنہ کے ضلعوں سے انگریز بھاگ گئے۔چائے باسہ کے انصار نوجوان،امانت علی،سلامت علی اور شیخ ہرو تینوں سگے بھائیوں نے دمکا کے انگریز ایس ڈی او کو مار ڈالا جس کی قبر آج بھی دمکا ایس ڈی او کے بنگلے کے پاس ہے چھوٹا ناگپور کا علاقہ انگریز افسروں سے خالی ہو گیا تھا۔ٹھاکر وشوناتھ شاہ دیو نے ڈورنڈا میں ایک دربار منعقد کیا اور خوشیاں منائی جانے لگیں لیکن انگریزوں کی تازہ دم فوج رام گڑھ پہونچ گئی اور جنرل میکڈونالڈ کی کمانڈ میں چٹو پالو پہاڑ کے دشوار گزار راستوں سے رانچی کے پلیٹو پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگی۔شیخ بھکاری ٹکیٹ امراؤ سنگھ کے ساتھ چٹو کالو پہونچ گئے اور انگریزوں کا راستہ روکا انہوں نے گھاٹی پر چڑھنے والی سڑک کے پل توڑ ڈالے کنارے کے درختوں کو کاٹ کر سڑک پر ڈال دیا پھر شیخ بھکاری نے اوپر سے گولیوں کی بوچھار کر کے انگریز فوجیوں کا ناک میں دم کر دیا جب گولیاں ختم ہوگئیں تو شیخ بھکاری نے انگریزی فوج پر بڑے بڑے پتھر لڑھکانے کا حکم دیا جس سے انگریز فوجی کچل رہے تھے مگر جنرل میکڈونالڈ نے

مقامی باشندوں سے مل کر گھاٹی کے اوپر جانے کا خفیہ راستہ معلوم کرلیا اور اپنی فوج کی ایک ٹکڑی کو لے کر اسی خفیہ راستے سے چڑھ آیا شیخ بھکاری کو اس کی خبر نہ ہو سکی ان کی گولیاں بھی ختم ہو چکی تھی اچانک انگریز دستے نے شیخ بھکاری اور ٹیکیٹ امراؤ سنگھ کو ۶ر جنوری ۱۸۵۷ء کو گھیر کر کے گرفتار کرلیا دوسرے دن اسی جگہ نام نہاد فوجی عدالت بیٹھی جنرل میکڈونالڈ نے شیخ بھکاری اور ان کے ساتھیوں کو سزائے موت کا حکم دیا اپنے فیصلے میں یہ رائے دی۔

Among the rebels Sheikh Bhikari is the most notorious and dangerous mutineer.

۸ر جنوری ۱۸۵۸ء کو آزادی کے علمبردار سرفروش مجاہد وطن چٹو پالو گھاٹ ہی کے ایک درخت میں پھانسی کی رسی کو چوم کر جام شہادت نوش فرمایا۔

مولانا مشتاق احمد قاسمی

ایک گمنام سرفروش مجاہد

شیخ بھکاری رانچوی

ہندستان کی تاریخ کا جب مطالعہ کرتے ہیں تو صوبہ بہار کسی نہ کسی صورت میں ابھر کر سامنے آتا ہے۔ تہذیبی، ادبی، ثقافتی نیز سیاسی وسماجی اعتبار سے بہار کی اپنی اہمیت وافادیت ہے۔ صفحۂ قرطاس پر بکھرے ہوئے الفاظ چھوٹا ناگپور علاقے کی اس شخصیت کا ذکر کررہے ہیں جس نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لے کر اپنی جان کی بازی لگادی۔ تاریخ کے صفحات میں اس جانباز سپاہی شیخ بھکاری کا نام قابل ذکر ہے۔ شیخ بھکاری کی ولادت رانچی ضلع رانچی کے ہوپے گاؤں میں قبیلۂ بنکر میں ۱۸۲۱ء کو ہوئی۔ ان کے خاندان میں بنکر کا کاروبار تھا۔ ان کے خاندان کے لوگ گاڑھے موٹے کپڑے کا گاروبار کرتے تھے۔ کپڑے تیار کر کے آدی واسیوں کو بیچ دیا کرتے تھے۔ انھوں نے بھی پارچہ بافی کے اس کاروبار کو وراشت میں لیا اور نہایت محنت لگن کے ساتھ کرتے رہے۔ شیخ بھکاری زندگی میں کچھ کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے۔ ۲۰/سال کی عمر میں جب وہ جوانی کی دہلیز پر چڑھنے لگے تو انھوں نے

میں کیا ہے۔ بقول علی میاں ندویؒ ’’تاریخ دراصل زمین بوس ملبوں کی چٹانوں کو کرید کر بہادروں اور جیالوں کے کارناموں کو کاغذ کے سینے پر جمع کرانے اور غداران ملک وملت کی بے ضمیری اور ابن الوقتی س اپنی نسل کو آگاہ کرنے کا کام ہے‘‘۔ اس لئے میں آپ کے سامنے تاجران متاع فروش اور بیگانگان بعید الوطن نصارائے افرنگ کی غلامی سے چھٹکارا پانے اور اس کی ظلم وزیادتی کا پانی ہندُستانیوں کے سر سے اونچا بہہ کے سبب اپنی جان ومال کو قربان کردینے والے مجاہدوں میں سے ایک مجاہد کے کارناموں کو صفحہ قرطاس کرکے روشناس کرانا چاہتا ہوں جنکی نظروں میں زخم خوردہ ہندُستانیوں کی مطلاطم زندگی میں ایک خوش آئند پہلو کا خواب صاف وشفاف آئینے کی طرح جھلک رہا تھا وہ آزادی کے بے لوث مجاہد شیخ بھکاری رانچوی تھے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جنگ آزادی کی تاریخ اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتی جب تک آزادی کے بے لوث عاشقوں میں شیخ بھکاری رانچویں کا نام شامل نہیں کیا جاتا۔ محبّ قوم محبّ وطن، یتیموں، مسکینوں، بیواؤں، قرابت داروں، غرض کہ ہر ایک کے ساتھ بے لوث خدمت کرنے والے کا اسم گرامی اصل شیخ بھکاری ہی ہیں۔

شیخ بھکاری انصاری موجودہ جھارکھنڈ ضلع رانچی کے ہوپئے گاؤں میں ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوئے۔ ذریعہ معاش پارچہ بافی تھا۔ بچپن ہی سے پارچہ بافی کا کام کرتے تھے، تیار شدہ کپڑوں کو مقامی بازاروں میں جاکر فروخت کردیا کرتے، شیخ بھکاری تعلیم یافتہ تھے، تیز دماغ اور حاضر جواب تھے، جب بھکاری کی عمر بیس سال کی ہوئی تو انہوں نے چھوٹا ناگپور کے مہاراجہ کے یہاں نوکری کرلی، اپنی محنت ولگن تیزی دماغی اور ایک اچھے اصول وضوابط کے تحت چند ہی دنوں میں دربار عالیہ میں اپنا ایک مقام بنالیا۔ کچھ دنوں بعد وہ بڑکا گڑھ جگنا تھ پور کے راجا ٹھاکرے کی

پیشکش پر بڑکاگڑھ کے دیوان کے عہدے پر فائز ہوگئے،فوجی انتظامات کی ذمہ داری آپ کے سرتھی،لہذا آپ نے بڑی تعداد میں مومن نوجوانوں کوفوج میں بھرتی کرلیا۔اس وقت تک افرنگیوں کے خلاف لوگوں کے دلوں میں پکنے والا لاوا پھٹنے کے لئے بیتاب تھا،آزادی کی لہریں قید کی ساحل سے ٹکرنے کے لئے۔نزدیک تر ہوتی جارہی تھی غدر کے آثار پورے ہندُستان میں نظر آرہے تھے۔ ہندُستان کی حالت زار کودیکھ کراورافرنگیوں کی ظلم وبربریت سے عاجز آکروشوناتھ دیوآنند نے اپنے وزیر پانڈے گنپت رائے،شیخ بھکاری ٹکیٹ امراؤسنگھ سے صلاح ومشورہ کے بعد بغاوت کے لئے تیاریاں شروع کردیں۔

شیخ بھکاری انصاری نے خط وکتابت کر کے قرب وجوار کے راجے مہاراجاؤں سے اس بغاوت میں حصہ لینے کی گزارش کی جس تو ان کی دعوت پر لبیک لبیک کہتے ہوئے جم غفیر شیخ بھکاری کی فوج مین شامل ہوگئی۔آخر کارلوگوں کے دلوں میں بغاوت کا پکنے والا لاوا آتش فشاں کی طرح ۱۸۵۷ء میں پھٹ پڑا، بیگانگان بعیدالوطن فوج اور شیخ بھکاری کی فوج نے دشمن فوج کے چھکے چھڑادیئے لاتعداد دشمن کے فوجی مارے گئے انگریز افسر بھی مارا گیا، پھر بچا کھچا دشمن فوج اپنی جان بچا کر بھاگ کھڑا ہوا۔اس طرح رانچی، چائباسہ چھوٹا ناگپور دشمن فوج سے خالی ہوگیا، دمکا کے ایس ڈی اوکوبھی مارڈالا گیا،اس خوشی کے موقعے پرڈونڈرہ میں ایک دربار منعقد کیا گیااورجشن منائی جانے لگی،لیکن انگریز کی تازہ دم فوج رام گڑھ پہونچ کررانچی کے دشوارگزار پہاڑی پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگی۔جب یہ اطلاع شیخ بھکاری کوملی تو شیخ،ٹکیٹ امراؤکے ساتھ چٹوپالو پہونچ گئے اورانگریزوں کا راستہ جام کردیا۔اور پہاڑی کے اوپر سے افرنگی فوج پر گولیوں کی بوچھار کردی جب گولیاں ختم ہوگئی تو اوپر

سے بڑے بڑے پتھر لڑھکانے شروع کر دیئے جس کی وجہ سے بے شمار انگریزی فوج مارے گئے مگر جنرل میکڈونلڈ نے مقامی باشندے کو ڈرا دھمکا کر پہاڑی کے اوپر جانے کا راستہ معلوم کر لیا، اور انگریزی فوج اوپر چڑھ گئی، شیخ بھکاری انگریزی فوج کے اوپر آنے سے بالکل لاعلم تھے، اور شیخ کے پاس گولیاں ختم ہو چکی تھیں۔ افرنگی فوج اوپر پہونچ کر اچانک حملہ کر دیا اور ۶؍جنوری ۱۸۵۸ء کو شیخ بھکاری امراؤ سنگھ کو گرفتار کر لیا اور ایک نام نہاد فوجی عدالت کے ذریعہ اسے موت کی سزا سنا دی۔ آخر کار آزادی کے خواب دیکھنے والے سرفروش مجاہد شیخ بھکاری چٹو پالو گھاٹی کے ایک درخت میں پھانسی کی رسی کو چوم کر جام شہادت نوش کیا شیخ کے اندر کبر ورعونت نام کی کوئی شئے موجود نہیں تھی۔ وہ صرف اپنے وطن کو اور وطن کے لوگوں کو آزاد دیکھنا چاہتے تھے یہی سوچ اور فکر نے اسے اس بلند مقام تک پہنچا دیا۔

☆☆☆☆☆☆

عمران عظیم

جام شہادت پینے والا مجاہد وطن

شیخ بھکاری انصاری

ہندُستان کی تاریخ کا جب مطالعہ کرتے ہیں تو صوبہ بہار کسی نہ کسی صورت میں ابھر کر سامنے آتا ہے۔تہذیبی ،ادبی ،ثقافتی نیز سیاسی وسماجی اعتبار سے بہار کی اپنی اہمیت وافادیت ہے۔صفحۂ قرطاس پر بکھرے ہوئے الفاظ چھوٹا ناگپور علاقے کی اس شخصیت کا ذکر کررہے ہیں جس نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لے کر اپنی جان کی بازی لگادی۔تاریخ کے صفحات میں اس جانباز سپاہی شیخ بھکاری کا نام قابل ذکر ہے۔شیخ بھکاری کی ولادت رانچی ضلع رانچی کے ہوپے گاؤں میں قبیلہء بنکر میں ۱۸۲۱ء کو ہوئی۔ان کے خاندان میں بنکر کا کاروبار تھا۔ان کے خاندان کے لوگ گاڑھے موٹے کپڑے کا گاروبار کرتے تھے۔کپڑے تیار کر کے آدی واسیوں کو بیچ دیا کرتے تھے۔انھوں نے بھی پارچہ بافی کے اس کاروبار کو وراشت میں لیا اور نہایت محنت لگن کے ساتھ کرتے رہے۔شیخ بھکاری زندگی میں کچھ کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے۔۲۰ ؍سال کی عمر میں جب وہ جوانی کی دہلیز پر چڑھنے لگے تو انھوں نے

چھوٹا ناگپور کے مہاراجہ کے یہاں نوکری کی ان کی کارگزاریوں لائق تقلید رہیں۔ بڑکا گڑھ جگناتھ پور کے راجہ نے انھیں دیوان کے عہدے پر مقرر کیا۔ شیخ بھکاری کو وہاں فوج کے انتظام کی دیکھ بھال کرنے ہوتی تھی۔ اس دوران ملت انصار کو آگے بڑھانے کے جذبے کو کارفرماں کرتے ہوئے فوج میں مومن نوجوان کو خاصی تعداد میں بھرتی کیا۔ ہندُستان زوال کی طرف تھا تمام قدریں بدل رہی تھیں ۔ غدر کے آثار ۱۸۵۶ء سے ہی دستک دینی شروع کر دی تھی۔ ٹھاکر وشوناتھ دیو نے اپنے وزیر پانڈے گنپت رائے دیوان شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤ سنگھ سے مشورہ کیا۔ سبھی نے متفقہ طور پر بغاوت میں حصہ لینے کی بات کہی۔ اسی بابت جگدیش پور کے بابو کنور سنگھ سے بھی خط و کتابت کا انھوں نے سلسلہ جاری رکھا۔ حتیٰ کہ رانچی اور چائی باسہ کے نوجوان بڑکا گڈھا کی فوج میں شامل ہونے لگے۔ حالات نے اچانک کروٹ بدلی اور بغاوت کے شعلے نمودار ہونے لگے۔ رام گڑھ کی کیفیت یہ ہوئی کہ ہندُستانی رجمنٹ نے اپنے انگریز افسروں کو مار ڈالا۔ ادھر نادر علی حولدار رام وجے سپاہی نے رام گڑھ رجمنٹ ترک کر دیا اور جگناتھ پور میں شیخ بھکاری کی فوج سے آملے۔ رانچی سنتھال پرگنہ اور چائی باسہ ضلعوں سے انگریز بھاگ گئے۔

چائی باسہ کے نوجوانوں میں تین سگے بھائیوں امانت علی انصاری، سلامت علی انصاری اور شیخ ہردو انصاری نے دمکا کے انگریز ایس۔ ڈی۔ او کو مار ڈالا۔ انگریز افسر چھوٹا ناگپور سے بھاگ گئے۔ ڈورنڈہ میں وشوناتھ شاہ دیو نے دوبارہ دربار لگایا وہاں پر خوشی کا عالم یہ تھا کہ جشن منایا گیا۔ جنرل میکڈونالڈ کی کمان چٹو پالو پہاڑ کے اوبڑ کھابڑ راستوں کے پیلٹو پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگے۔ شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤ سنگھ نے انگریزوں کے راستے مسدود کر دیئے۔ گھاٹی پر چڑھنے والی سڑک کے پل بھی

توڑ لے گئے۔ کنارے کے پاس جو درخت تھے انھیں کاٹ کر سڑک پر پھینک دیا۔ انھوں نے انگریزوں پر گولیوں کی بوچھار کر دی ان کی ناک میں نکیل ڈال دیا۔ انگریزوں کو ہر حال سے بدحال کر دیا۔ گولیاں ختم ہونے پر انگریز فوجوں پر بڑے بڑے پتھر لڑھکائے جنرل میکڈونالڈ نے مقامی باشندوں سے مل کر گھاٹی کے اوپر جانے کے لئے خفیہ راستہ معلوم کر لیا اور اپنی فوج کی ٹکڑی کے ساتھ اس راستے سے اوپر پہنچ کر شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤ سنگھ کو ۶ / جنوری ۱۸۵۸ء کو گرفتار کر لیا۔ فوجی عدالت نے ۷/ جنوری ۱۸۵۸ء کو شیخ بھکاری اور ان کے ساتھیوں کو یہ کہتے ہوئے پھانسی کا حکم دیا:

"Among the rebels Sheikh Bhikari is the most notoriors and dangerors mutineer".

اس طرح ۸ جنوری ۱۸۵۸ء کو محبّ وطن شیخ بھکاری کو چٹو پالو کے ایک درخت کی مدد سے پھانسی دے دی اور یہ مجاہد آزادی کے جام شہادت پی کر ابدی نیند سو گیا۔

☆☆☆☆☆☆

محمد خلیل انصاری

چھوٹا ناگپور میں مومن تحریک

شیخ بھکاری کو پھانسی

جنوبی بہار کا کا پٹھاری علاقہ 'چھوٹا ناگپور' خوبصورت پہاڑی سلسلوں اور گھنے جنگلوں سے بھرا ہوا ایک حسین سطح مرتفع اپنی قیمتی معدنیات کی وجہ سے ملک کا مایہ ءناز خطہ سر زمین ہے یہاں جنگلوں اور پہاڑیوں میں مومنوں کی سینکڑوں بستیاں آباد ہیں یہاں کے قدیم باشندے آدی باسی ہیں جن کے ساتھ مومن گھل مل کر رہتے ہیں۔ دونوں اپنے رسم ورواج رہن سہن میں ایک دوسرے پر اثر انداز ہیں۔ انگریز حکومت کے برسر اقتدار آتے ہی چھوٹا ناگپور میں عیسائی مشنریوں کا جال پھیل گیا۔ مشنریوں میں مومنوں نے بنے ہوئے کپڑے متروک کر دیئے گئے۔ چونکہ آدی باسیوں کی کثیر تعداد عیسائی مشنریوں کے حلقہ میں آ گئی تھی۔ مومنوں کی معاش کو ایک بڑا دھکا لگا۔ انگریزی حکومت سے نفرت کا جذبہ تو پہلے ہی سے موجود تھا عیسائی مشنریوں کے اس فیصلہ نے آگ پر تیل کا کام کیا۔

چنانچہ دشوار گذار راستوں، گھنے جنگلوں اور پہاڑیوں کے حائل ہونے کے باوجود پورے چھوٹانا گپور کے مومنوں نے آپس میں رابطہ قائم کیا۔اور ایک تنظیم کی بنیاد ڈالی جس کا مقصد تھا انگریزی حکومت کا خاتمہ۔اس تنظیم کے سربراہ شیخ بھکاری ہوئے جو بڑکا گڑھ کے راجہ ٹھاکر وشوناتھ شاہ دیو کے دیوان تھے۔چائے باسہ کے سلامت علی اور شیخ ہرو دونوں بھائیوں نے اس تنظیم کو مستحکم بنانے میں اپنی جان کی بازی لگادی۔

۱۸۵۷ء میں جنگ آزادی کے شعلے بھڑکے چھوٹانا گپور میں بڑکا گڑھ کے راجہ ٹھاکر وشوناتھ شاہ دیو نے انگریزوں کے خلاف تلوار اٹھائی۔چھوٹانا گپور کے مومن نوجوان سر پر کفن باندھ کر شیخ بھکاری کے پرچم تلے جمع ہوئے۔سلامت علی اور شیخ ہرو نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ سنتھال پرگنہ کے دمکا میں انگریزی کیمپ پر دھاوا بول دیا۔چھوٹانا گپور انگریزوں سے خالی ہوگیا۔مگر نئی کمک پا کر انگریزوں نے رانچی کے پلیٹو پر چڑھنے لگا مگر شیخ بھکاری عین وقت پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھاٹ پر آ دھمکے اور جنرل میکڈونلڈ کا راستہ روکا اور ایک گھمسان جنگ کے بعد شیخ بھکاری ۶/جنوری ۱۸۵۸ء کو گرفتار کر لئے گئے۔جنرل میکڈونالڈ نے شیخ بھکاری کی گرفتاری کے فوراً بعد ایک نام نہاد فوجی عدالت بٹھائی اور شیخ بھکاری کو پھانسی کی سزا کا فیصلہ سنا دیا۔فیصلہ لکھتے وقت جنرل میکڈونالڈ نے یہ الفاظ قلمبند کئے۔ ہندُستانی باغیوں میں سب سے خطرناک شیخ بھکاری ہے۔فیصلہ کی تعمیل میں ذرا بھی دیر نہ کی گئی اور چٹو پاہو گھاٹ ہی کے ایک درخت پر ۸/جنوری ۱۸۵۸ء کو مومنوں کا عظیم رہنما شیخ بھکاری پھانسی پر چڑھ کر اپنے وطن پر قربان ہوگیا شیخ بھکاری سلامت اور شیخ ہرو بھی گرفتار کر لیے گئے اور انہیں کالے پانی کی سزا دی گئی۔

☆☆☆☆☆☆

محمد سلیم

سرفروش مجاہد وطن

شیخ بھکاری انصاری

نام بھکاری لیکن کام امراء سے بھی بہت اوپر۔ صوبہ بہار (اب جھارکھنڈ) کے چھوٹا ناگپور سے منسلک شیخ بھکاری انصاری پہلی جنگ آزادی 1857ء کے عظیم مجاہدین میں سے ایک تھے 1819ء میں مومن بنکر خاندان میں پیدا ہوئے۔ شیخ بھکاری انصاری نے 1857ء کی جنگ میں نہ صرف مومن برادری کی قیادت کی بلکہ قومی اتحاد کو آخری دم تک لازمی قرار دیتے رہے۔ ان کا نظریہ بھی یہی تھا کہ ہم اس وقت تک انگریزوں کو مات نہیں دے سکتے جب تک ہم متحد ہوکر ان کے خلاف نہ کھڑے ہوجائیں۔ حالانکہ ان دنوں فرقہ وارانہ اتحاد کا اتنا بڑا مسئلہ نہیں تھا اور ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی اتحاد کے ساتھ ذات اور برادری کا کوئی معاملہ نہیں تھا۔ مگر انگریزوں نے ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' کی جو پالیسی اختیار کر رکھی تھی اس کے پیش نظر مجاہدین آزادی کی جانب سے اتحاد پر مسلسل زور ڈالا جا رہا تھا اور وہی زور آخر کار کام

آ گیا۔یعنی جنگ کے آغاز کے 140 /برس بعد 1947ء میں ہندُستان آزادہو گیا۔ حالانکہ آزادی کے ساتھ ملک کی تقسیم کا زخم بھی ہمیں ملالیکن انگریزوں نے پھوٹ ڈال کر ہندُستان پر حکومت کرنے کی جو چال چلی تھی، اس میں وہ ناکام ہو گئے۔

شیخ بھکاری انصاری 1857ء کے گمنام مجاہدین میں سے ہیں۔ تاریخ دانوں نے ان کے ساتھ بھی وہی ناانصافی کی ہے جو دوسرے کئی مجاہدین کے ساتھ کی ہے۔اپنے وطن، اپنے ملک اوراپنی آزادی کی خاطر انگریزوں کے ناک میں دم کرنے والے اور محض 27 /برس کی عمر میں جام شہادت نوش کرنے والے مجاہد سے اگر آج کی نسل واقف نہیں ہے تو یہ بدقسمتی کی بات ہے۔ پہلی جنگ آزادی 1857ء کی 150 /ویں سالگرہ پر ان تمام مجاہدین کو منظر عام پر لانے اور نئی نسل کو ان کی زندگی کی تفصیلات بتانے کی ضرورت ہے جنہوں نے براہ راست یا بالواسطہ کسی بھی شکل میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔شیخ بھکاری کا نام تو صف اوّل کے مجاہدین کے نام شامل ہونا چاہئے۔ اقتصادی طور پر کمزور ہونے کے باوجود انہوں نے اپنے گھر اور اپنے اہل خاندان کی فکر کرنے کی بجائے اپنے ملک ،اپنی قوم کی فکر کی اور آخری دم تک لڑتے رہے یہ ان کا بہت بڑا کردار تھا۔جب انگریز فوج رام گڑھ پہنچی اور جنرل میک ڈونالڈ کے قیادت میں چٹو پالو پہاڑ کے دشوار گزار راستوں سے رانچی کے پلیٹو پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگی تو شیخ بھکاری ٹکیٹ امراؤسنگھ کے ساتھ چٹو پالو پہنچ گئے اور انگریزوں کا راستہ روکا انہوں نے وادی پر چڑھنے والی سڑک کے پل توڑ ڈالے اور کنارے کے درختوں کو کاٹ کر سڑک پر ڈال دیا۔ پھر شیخ بھکاری نے اوپر سے گولیوں کی بچھار کر کے انگریز فوجیوں کی ناک میں دم کر دیا۔ جب گولیاں ختم ہوگئی تو شیخ بھکاری انصاری نے انگریز فوج پر بڑے بڑے پتھر اوپر سے لڑھکانے کا حکم دیا جس سے انگریزی فوجی کچل رہے تھے۔مگر جنرل ڈونالڈ نے مقامی باشندوں سے مل کر گھاٹی

کے اوپر جانے کا خفیہ راستہ معلوم کرلیا اور اپنی فوج کی ایک ٹکڑی کو لے کر اسی خفیہ راستے سے چڑھ آیا۔ شیخ بھکاری کو اس کی خبر تک نہ ہوسکی ان کی گولیاں بھی ختم ہوچکی تھیں۔اچانک انگریز دستے نے شیخ بھکاری اور ٹکیٹ امراؤ سنگھ کو 6 جنوری 1858ء کو گھیر کر گرفتار کرلیا اور دوسرے دن اسی جگہ نام نہاد فوجی عدالت بیٹھی۔ جنرل میک ڈونالڈ نے شیخ بھکاری اور ان کے ساتھیوں کو سزائے موت کا حکم دے دیا۔

8 رجنوری 1858ء کو آزادی کا علمبردار اور سرفروش مجاہد وطن شیخ بھکاری انصاری نے چٹو پالی گھاٹ کے درخت میں پھانسی کی رسی کو چوم کر جام شہادت پی کر جنگ آزادی کی پہلی تحریک کو حوصلہ دیا اور آج ہم اس تحریک کے باعث ہی خود کو آزاد کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

ڈاکٹر مختار احمد مکی

شیخ بھکاری (بخاری)

(۱۸۱۹ء - ۱۸۵۷ء)

پروفیسر پرشوتم کمار کا کہنا ہے کہ بہار میں ۱۸۵۷ء کے بغاوت کی ابتدا دیوگھر میں سلامت اور امانت نامی دو گھوڑ سوار بھائیوں نے تین انگریز افسروں کو ہلاک کر کے کی۔ ۳؍جولائی کو پٹنہ سیٹی میں پیر علی کی قیادت میں دوسری بغاوت ہوئی جن میں کئی انگریز افسران مارے گئے۔ چھوٹا ناگپور میں جن تین مسلم رہنماؤں نے پہلی جنگ آزادی کی رہنمائی کی۔ ان میں پہلا نام فرمان علی کا ہے جو رانچی کی کچہری میں جمعدار تھے۔ دوسرا نام دورنڈا فوجی دستہ میں ۴۰؍سال تک صوبہ دار رہے نادر علی خاں کا ہے جبکہ تیسری شخصیت اور مانجھی کے راجہ امراء سنگھ کے دیوان شیخ بھکاری کی ہے۔

شیخ بخاری (بھکاری) کی پیدائش ایک متمول کاشتکار خاندان میں اورمانجھی (رانچی، جھارکھنڈ) سے ۹؍کیلومیٹر دور کھدیا لوٹوا (Kudya Lotwa) گاؤں میں ۱۸۱۹ء کو ہوئی۔ وہ شیخ بلند (بلدو) کے تین بیٹوں شبنم سدی، شیخ بدی اور شیخ بخاری میں سب سے چھوٹے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ انگڑا تھانہ کے اوڑاگڑھ کے راجہ کے بیٹے نے یہ

خواہش ظاہر کی کہ اسے ہرن کا دودھ چاہیے۔ شیخ بلند (بلدو) نے جنگل سے ایک دودھ دینے والی ہرنی کو پکڑ کر راجکمار کے سامنے پیش کر دیا۔ رانی نے خوش ہو کر ایک شاہی تلوار، پگڑی اور بارہ گاؤں کی زمینداری بطور جاگیر عطا کی۔ شیخ بخاری بچپن سے ہی بہادر اور نڈر تھے اور جلد ہی فن سپہ گری میں مہارت حاصل کر لی۔ ان کی بہادری، سیاسی سوجھ بوجھ اور جنگی حکمت عملی کی کہانیاں شیر شاہ سوری کی یاد دلاتی ہے۔ فطرت کی گود میں پلے بڑھے شیخ بھکاری نے جوانی میں اور مانجھی کے راجہ ٹیکیٹ امراؤ سنگھ کی ملازمت اختیار کر لی جو کہنے کو تو ایک زمیندار تھا لیکن آزادی وطن کی خواہش اس کے دل میں بھی موجزن تھی۔ ان دونوں کے درمیان خیالات کی ہم آہنگی کے باعث اپنی زمینداری کی فوجی کمان اور دیوانی دونوں ہی اس نے شیخ بھکاری کے حوالہ کر دی۔

شیخ بھکاری نے چھوٹا ناگپور اور سنتھال پرگنہ کے علاقوں میں انگریز دشمنی کے ساتھ حب الوطنی کے جذبہ کو مضبوطی عطا کی اور اس علاقہ میں انگریزوں کے خلاف عوامی بیداری کی روح پھونک دی۔ انگریزوں کے خلاف یہاں کے رجواڑوں کو متحد کیا اور اٹھ کھڑا ہونے کے لئے تیار کیا۔ رام گڑھ اور دورنڈا میں انگریزوں کی فوجی چھاؤنیاں تھیں۔ ڈبلو ایچ اوکسن اور کپٹن ائی ٹی ڈالٹن جیسے ہندستانی مخالف انگریز افسران ان علاقوں کی دیکھ ریکھ کر رہے تھے جبکہ حولدار وجے سنگھ رام گڑھ چھاؤنی اور نادر علی خاں ڈورنڈا چھاؤنی کے ذمہ دار تھے۔ ان دونوں سے مل کر لوگوں کے دلوں میں حب الوطنی کے جذبے بھڑکایا اور ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے لئے ان کو اپنا ہمنوا بنایا۔ اس کے علاوہ اس نے چھوٹا ناگپور، پلاموں اور سنتھال پرگنہ کے تمام رجواڑوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور جیسے ہی شمالی ہندستان میں بغاوت کا بگل پھونکا گیا۔ شیخ بھکاری نے اپنے رفیقوں کے ساتھ مل کر جن میں وشواناتھ شاہ دیو، امراؤ سنگھ، نادر علی خاں اور راجہ دھیرج سنگھ وغیرہ نے رام گڑھ چھاؤنی پر قبضہ کر لیا۔ چھوٹا ناگپور کا کمشنر ڈالٹن اور جج اوکس وغیرہ کانکے اور پٹھوریہ کے راستے بگودر بھاگ نکلا۔ ۴؍دسمبر کو ٹھاکر وشوناتھ شاہ دیو کا خط لیکر اس

نے ہزاری باغ کا دورہ کیا اور سکھ رجمنٹ کے میجر وشنو سنگھ کو اپنا ہمنوا بنالیا۔ اس طرح رام گڑھ کے ساتھ ہی ہزاری باغ اور گرینڈ ٹرنک روڈ پر بھی قبضہ کرلیا تا کہ بگودر چھاؤنی سے انگریزی افواج کی آمد کو روکا جا سکے۔ چٹو پالو گھاٹی کی اہمیت کے پیش نظر اس پر بھی خاص طور پر توجہ دی گئی راستوں میں بڑے بڑے پتھر ڈال دئے گئے اور درختوں کو کاٹ کر سڑک پر رکھ کر اس کی ناکا بندی کی گئی تا کہ انگریزی افواج ادھر نہ بڑھ سکے۔

بقول پروفیسر شیین اختر'' ہندستان کی پہلی جنگ آزادی کے یہ وہ ہیرو ہیں۔ جس نے اس جنگلی اور آدیباسی علاقہ میں پہلی بار جمہوریت، آزادی اور سیکولرزم کی بنیاد رکھی۔ وہ ہماری قومی وراثت کا ایک روشن اور تابناک ستارہ ثابت ہوئے۔ اس نے اپنی تربیت گاہ میں صرف مردوں کی تربیت کا ہی انتظام نہیں کیا تھا بلکہ اس میں انقلابی خواتین بھی شامل تھیں۔ اس علاقہ میں زن شکار کی روایت بھی اس عہد سے شروع ہوئی۔ جبکہ عورتیں مردوں کا فوجی لباس پہن کر اور اپنے روایتی ہتھیار ٹانگی، درانتی اور چھڑی سے مسلح ہو کر انگریزوں کے مقابلہ میں کھڑی تھیں۔ جبکہ ان کے مرد خوف زدہ ہو کر گھر سے بھاگ نکلے تھے۔ ۲ راگست ۱۸۵۷ء کو ڈورنڈا مکمل طور پر ان کے زیرنگیں تھا۔ ادیباسی قبائلی کول، سنتھال، ہو اور منڈا وغیرہ سبھی شیخ بھکاری کے ساتھ تھے۔ انہوں نے برسوں کوشش کر آدیباسی عوام اور مسلمانوں کے درمیان آپسی رشتہ کو مضبوطی فراہم کی جو بعد میں کولہا جولہا بھائی بھائی کے نعروں میں تبدیل ہوا۔ پرشتم کمار کے لفظوں میں رانچی ضلع میں ڈورنڈا کے ہندستانی افواج نے ۳۱ رجولائی ۱۸۵۷ء کو پہلی بغاوت جمعدار مادھو سنگھ اور صوبے دار ناظر علی خاں کی قیادت میں شروع کی۔ اس کا مرکز امراؤ سنگھ کی زمینداری چٹو پالو کی گھاٹی تھا۔ دیوان شیخ بھکاری بھی اس جنگ میں بہ نفس نفیس شریک رہے۔ تیز طرار شیخ بھکاری کو گوریلا ٹیکنیک کا ماہر مانا جاتا تھا۔ انہوں نے صوبے دار ناظر علی خاں اور مادھو سنگھ کو ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا اور نہ صرف انگریزوں کے ذریعہ چھینی گئی زمین کو غریب آدیباسیوں کے درمیان تقسیم کروایا بلکہ اصلاح اراضی کے

لئے ایک مکمل منصوبہ تیار کیا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا جبکہ پورے چھوٹا ناگپور پر شیخ بھکاری کے باغیوں کا قبضہ تھا۔ لیکن اس زرعی اصلاح کو لیکر مقامی راجہ اور زمیندار شیخ بھکاری کے مخالف ہوگئے۔ ان میں بل بھدر سنگھ، پتامبر سہنی اور رام گڑھ کے راجہ جگت پال سنگھ وغیرہ خاص تھے۔ جگت پال سنگھ اور شمبھو سنگھ نے انگریزوں سے خفیہ ساز باز کرلی۔ اس درمیان دہلی، جھانسی، اودھ اور بہار کے بابو کنور سنگھ وغیرہ کی شکست نے انہیں مایوس کردیا تھا۔ بابو کنور سنگھ کی مدد کے لئے انقلابیوں کا ایک جتھا دورنڈا سے چترا کے راستے روانہ ہوا۔ راستہ میں لوگ شامل ہوتے چلے گئے۔ چترا کے منگل تالاب کے نزدیک تقریباً ۳/ہزار انقلابیوں نے اپنا پڑاؤ ڈالا۔ اس کا مقابلہ انگریزی افواج کے ۵۳/ویں پیدل دستہ، ۷۰/ویں بنگال پیدل دستہ وغیرہ سے ہوا اور انقلابیوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ دوسری طرف انگریزوں نے مقامی غدار راجاؤں کی مدد سے پہلے چٹو پالو گھاٹی پر قبضہ کرنا چاہا۔ شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤ سنگھ کے انقلابیوں نے چٹو پالو گھاٹی پر انگریزوں کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ انہوں نے اس سے گزرنے والے راستہ کے پل کو توڑ دیا اور راستہ پر پتھر اور پیڑوں کو کاٹ کر ڈال دیا اور خود یہ لوگ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر انگریزی افواج پر گولی چلانے لگے۔ جب گولی ختم ہوگئی تو اوپر سے ان پر پتھر لڑھکانا شروع کردیا۔ مگر اس درمیان غداروں کی مدد سے انگریز افواج دوسرے راستے سے ان پر حملہ آور ہوگئی اور شیخ بھکاری امراؤ سنگھ کے ساتھ گرفتار ہوگئے۔ ہزاری باغ اور گرینڈ ٹرنک روڈ کو اپنے قبضہ میں لیکر انگریزوں نے کلکتہ سے آئی فوج کی مدد سے رانچی میں ڈورنڈا چھاؤنی پر حملہ کردیا۔ نادر علی خاں کی تمام تر کوششوں کے باوجود ڈورنڈا پر قابض ہونے میں انگریز کامیاب ہوگئے۔ ۶/جنوری ۱۸۵۸ء شیخ بھکاری اپنے ایک معتمد جگت پال سنگھ پرگنایت کی غداری کے باعث گرفتار کر لئے گئے۔ ان کی موت سے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ ۸/جنوری ۱۸۵۸ء کو امراء سنگھ کے ساتھ انگریزوں نے رانچی کے مورابادی میدان میں بغیر کوئی

مقدمہ چلائے دونوں کو گولی ماردی۔ اوران کی لاشوں کو چٹو پالوگھاٹی میں ایک درخت سے لٹکا دیا گیا جہاں ان کی لاش ہفتوں لٹکتی رہی تا کہ اس علاقہ میں چھپے باغیوں کو ان کی موت کا یقین دلایا جاسکے۔ برگد کا وہ درخت جس پر ان لوگوں کو گولی مار کر لٹکا دیا گیا آج بھی سپاہی بر کے نام سے موجود ہے۔ جس شاخ پر امراؤ سنگھ کی لاش کو لٹکا یا گیا تھا۔ وہ آج رانچی کے آدیباسی تحقیقی ادارہ Tribal Research Institute کے عجائب گھر میں محفوظ ہے۔ جبکہ دوسری روایت کے مطابق گرفتار کرنے کے بعد چوٹو پالوگھاٹی میں ہی گولی مار کر درخت پر لٹکا دیا گیا۔ گولی مارتے وقت جنرل میکڈانالڈ نے کہا تھا کہ :

> شیخ بھکاری چھوٹا ناگپور کے باغیوں میں سب سے زیادہ خطرناک ہے اس کی زندگی انگریز حکمرانوں کے لئے موت کا باعث ہے۔ اس وجہ سے آج ہی اسی جگہ اور اسی وقت اسے پھانسی دے دی جانی چاہیے۔

رانچی گزٹ میں اس کا ایک بیان موجود ہے کہ:

Among the rebels Sheikh Bhikari is the most notorious and dangerours mutineer.

اس وقت کے گورنر بنگال نے بھی اپنے ایک خط میں اعتراف کیا کہ :

> وہ دن انگریز حکومت کے لئے بڑا اہم دن تھا کیوں کہ اس دن ہندوستان کا دوسرا ٹیپو سلطان مارا گیا۔ ابھی تک ہم نے جتنے باغیوں اور سرداروں کو مارا ہے شیخ بھکاری ان میں سب زیادہ خطرناک، بہادر، دوراندیش، مدبر اور انقلابی تھا۔ اس کی موت کے بعد چھوٹا ناگپور میں صدیوں تک آزادی کا کوئی نعرہ سنائی نہیں دے گا۔

پروفیسر شین اختر اپنی کتاب باغی کی وراثت میں ان کے خاندان کے باقی ماندہ افراد، عزیزواقارب اور لوک کہانیوں کی مناسبت، ان کا حلیہ اس طرح تحریر کرتے ہیں۔

دراز قد، پیشانی چوڑی، آنکھیں بے حد خوبصورت ور پروقار، رعب دار چہرہ، سینہ چوڑا، اور مضبوط جسم کے مالک۔ اکثر بیشتر پائیجامہ اور شیروانی میں ملبوس، سر پر پگڑی اور کمر میں تلوار لٹکتی رہتی۔

وہ انتہائی خوش نویس بھی تھے۔ پیر علی، راجہ کنور سنگھ، راجہ وشوناتھ شہید یو اور حضرت محل کو اپنی خوش خط تحریر میں خط بھی لکھا تھا۔ ان کی شہادت کے بعد ان کے رشتہ دار اور دوست واحباب کو ڈھونڈھ کر قتل کر دیا گیا۔ ان کے مکانات زمین بوس کر دئے گئے اور جائداد چھین لی گئی۔ حتیٰ کہ وہ لوگ بھی جو چٹو پالو میں پھانسی دیکھنے جمع ہوگئے تھے ان پر بھی گولیوں کی بوچھار کی گئی۔ تاکہ وہ انہیں چھرا نہ لے جائیں یا ان کی لاش نہ لے جائیں۔

صرف یادِ غم بے کراں رہ گئی
جانے والا گیا داستان رہ گئی

مشورہ برائے مطالعہ :

شین اختر : ا۔ باغی کی وراثت
۲۔ شیخ بھکاری

افکار ملّی : بہار نمبر

پرشوتم کمار : جھارکھنڈ کے سوتنتر تا سنگرام کا اتہاس

☆☆☆☆☆☆

سیّد خلیل احمد

ہم تمہیں بھول نہ پائیں گے اے شہیدِ وطن !

حضرت شیخ بھکاری رحمتہ اللہ علیہ

کو قوم کا عقیدت مندانہ سلام

رانچی ضلع کے بڑمو نام کے گاؤں میں حیات مستعار کی انتہائی مختصر پونجی لے کر حضرت شیخ بھکاریؒ منشۂ شہود پر وارد ہوئے ، والدین پیشے سے بنکر اور برادری سے انصاری تھے (زیادہ تفصیل واقعہ نگاروں اور تاریخ نویسوں میں مہیا نہیں کی ہے) ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں سے لوہا لینے والے شیخ بھکاری کی پیدائش ۱۸۱۹ء میں ہوئی۔ کم عمری میں ہی وہ خاندانی پیشہ سے منسلک ہو کر موٹے کپڑے تیار کرنے اور ہاٹ بازار میں فروخت کرنے کا کام کرنے لگے۔ جب انکی عمر لگ بھگ ۲۰ ؍برس کی تھی انہوں نے چھوٹا ناگپور کے مہاراجہ کے یہاں نوکری کر لی اور بہت جلد خداداد صلاحیتوں کی وجہ کر انہوں نے دربار میں ایک اعلیٰ مقام حاصل کر لیا۔ بعد میں

بڑکا گڑھ جگن ناتھ پور کے راجا ٹھاکر وشو ناتھ شاہد یو نے اپنے یہاں دیوان کے عہدے پر فائز کردیا۔ شیخ بھکاری کو بڑکا گڑھ کی فوج کا سپہ سالار بنادیا گیا۔

۱۸۵۶ء میں جب انگریزوں نے راجہ، مہاراجاؤں پر حملہ آور ہونے کا پروگرام بنایا اوراس کی بھنک ٹھاکر وشو ناتھ شہدیو کو ملی تو انہوں نے اپنے وزیر ٹھاکر گنپت رائے، دیوان شیخ بھکاری اور کھدیا لوٹوا کے راجا اُمراو سنگھ ٹکیت سے مشورہ کیا۔ ان سبھوں نے متفقہ طور پر انگریزوں سے مقابلے کی راہ اختیار کرنے کا من بنالیا اور جگدیش پور کے بابو کنور سنگھ سے خط و کتابت کا شروع کی۔ اس دوران شیخ بھکاری نے بڑکا گڑھ کی فوج میں رانچی اور چائباسہ کے نوجوانوں کو بھرتی کرنا شروع کردیا۔ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے چڑھائی کردی۔ نتیجتاً رام گڑھ کی ریجمنٹ نے اپنے انگریز افسر کو مارڈالا۔ حولدار نادر علی اور رام وجئے سپاہی نے رام گڑھ کی ریجمنٹ چھوڑ کر جگن ناتھ پور میں شیخ بھکاری کی فوج میں شمولیت اختیار کرلی۔ اس طرح جنگ آزادی کا شعلہ چھوٹا ناگپور میں بھڑک اٹھا۔ رانچی، چائباسہ اور سنتھال پرگنہ کے ضلعوں سے انگریز بھاگ کھڑے ہوئے۔ انگریزوں کی فوج جنرل میک ڈونا کی قیادت میں رام گڑھ پہونچ گئی اور جاٹو پالو کے پہاڑ کے راستے سے رانچی کی سمت پیش قدمی شروع کی۔ اس کو روکنے کے لئے شیخ بھکاری، ٹکیت اراؤ سنگھ اپنی فوج کو لیکر جاٹو پالو پہاڑی پہنچ گئے اور انگریزوں کا راستہ روک دیا۔ شیخ بھکاری نے جاٹو پالو کی گھاٹی پار کرنے والا پُل توڑ دیا اور سڑک کے پیڑوں کو کاٹ کر راستہ روک دیا۔ شیخ بھکاری کی فوج نے انگریزوں پر گولیوں کی بوچھار کردی اور ان کے چھکے چھڑادئے۔ یہ لڑائی کئی دنوں تک چلی۔ شیخ بھکاری کے پاس جب گولیاں ختم ہونے لگی تو اپنی فوج کو پتھر لُڑھکانے کے کام پر لگادیا۔ اس سے انگریز سپاہیوں کا بہت جانی نقصان ہوا۔

جنرل میک ڈونالڈ نے مقامی لوگوں کو ملا کر چوٹو گھاٹی پہاڑ پر چڑھنے کے لئے دوسرے راستے کی جانکاری لی اور پھر اس خفیہ راستے سے انگریزی لشکر پہاڑ پر چڑھنے

میں کامیاب ہو گیا۔انگریزوں نے ۶ رجنوری ۱۸۵۸ء کو شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤ سنگھ کو گرفتار کرلیا۔ ۷رجنوری کو اسی جگہ فوجی عدالت لگا کر میک ڈونالڈ نے شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤ سنگھ کو پھانسی کا فیصلہ سنایا۔ ۸رجنوری ۱۸۵۸ء کو شیخ بھکاری اور انکے ساتھی ٹکیت امراؤ سنگھ کو چوٹو پالوگھاٹی میں ہی ایک برگد کے پیڑ سے لٹکا کر پھانسی دے دی۔

ہم نے شروع میں یہ عرض کیا تھا کہ شیخ صاحبؒ نہایت مختصر پونجی (صرف ۲۷رسال، ۱۸۳۱ء تا ۱۸۵۸ء) عمر مستعار کی لے کر آئے تھے۔ایک پسماندہ اور غیر معروف قصبہ میں انکی نشونما ہوئی۔کنبہ کی معاشی مضبوطی کے لئے پشتینی ذریعۂ معاش کو اختیار کیا مگر قدرت نے انکے حصہ میں عزت وسر بلندی، حشمت وافتخار اور ناموری کا وہ عطیہ مقدر فرمایا جو ہندستان کی جدوجہد آزادی کے باب کا ایک ناقابل تنسیخ واقعہ بن کر ہمارے ذہن ودل کے آئینہ خانہ میں ضوفشاں ہے۔صد حیف ہم اپنی نا اہلی کی ان اگلی صفوں میں کھڑے لوگ ہیں جنہیں اس جنّت نشان ملک کے چپےّ چپےّ پر اپنے خون شہادت سے چمن آباد کرنے والے اپنے باپ داداؤں کا پتہ نہیں ہے۔نہ ان کی قربانیوں کا تذکرہ ہمارے یہاں ہیں نہ انکے مقام ومرتبہ کی ہمیں واقفیت ہے۔

''بات نکلے گی تو پھر دور تلک جائے گی ....'' کے مصداق جب ہماری قوم کے صاحب قلم حضرات تاریخ خواں اور تاریخ داں حضرات تلاش وجستجو کے ساتھ اس قومی فریضے کو ادا کرنے پر آمادہ ہوں گے تو دنیا دیکھے گی کہ جن پر مذہبی عصبیت اور مصلحت کی بنیاد پر خاک ڈال دی گئی تھی اس کی تہہ میں کیسے کیسے انمول رتن دبے پڑے ہیں جن کا تذکرہ ہمارے دلوں کو نہ صرف فخر وسر بلندی کا احساس عطا کرے گا بلکہ ہمارے اندر خود اعتمادی اور حوصلگی بھی پیدا کرے گا۔

☆☆☆☆☆☆

محمد یونس

امر شہید شیخ بھکاری رحمۃ اللہ علیہ

یہ بات مسلم ہے کہ جنگ آزادیٔ ہند میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ اہل وطن کی بھی قربانیاں ہیں لیکن اگر غیر متعصّبانہ تحقیق کی جائے تو یہ بات پوری طرح عیاں ہو جائے گی مسلمانوں کی قربانیاں ان کے مقابلے کہیں زیادہ ہیں۔ بھارت میں بڑے بڑے مجاہد اور انقلابی پیدا ہوئے ہیں جن میں سے ایک لازوال شخصیت شہید شیخ بھکاری انصاری کی ہے جنہوں نے چھوٹا گپور کی دھرتی پر 1819ء میں اور ماںجھی بلاک کے ملکہ ہوپٹے میں جنم لیا۔ بچپن سے ہی وہ بڑے ہوشیار، بہادر و نڈر تھے اور انہیں شکار کا بھی بڑا شوق تھا جس کے قصے آج بھی اور ماںجھی اور اس سے ملحقہ علاقوں میں سنے جاتے ہیں۔ ان کی دلیری اور بہادری سے متاثر ہو کر راجہ شاہ دیو نے انہیں دیوان بنا دیا۔ یہ وہی دور تھا جب انگریزوں نے جب دیسی راج گھرانوں کو ختم کر اپنا قبضہ جمانے کی مہم چھیڑ رکھی تھی جس سے پریشان باشندگان ہند نے بلاتفریق مذہب وملت

مشترکہ طور سے انگریزوں کے خلاف جدوجہد یعنی سنہ 1857ء میں پہلی جنگ آزادئ ہند شروع کردی تھی۔ اس میں بعض دیسی فوجیوں کے ساتھ ہی سماج کے مختلف طبقے کے لوگ شامل تھے۔ ٹھیک ٹھیک یہ بتانا ممکن نہیں کہ میدان جنگ میں کتنے لوگ شہید ہوئے اور کتنے لوگ گولیوں کا نشانہ بنے۔ شیخ بھکاری جو راجہ شاہ دیو کے دیوان اور محبّ وطن و جانباز کمانڈر تھے بھلا اس موقع پر کیسے چوکتے؟ جب انگریزوں نے چھوٹا ناگپور کے علاقے پر چڑھائی کی تو اپنی فوج کے ساتھ سب سے پہلے انہوں نے وادی کانجی اور سکید یری کی وادی جوبلہ میں محاذ لے کر بغاوت کا نعرہ بلند کرتے ہوئے ملک کو آزاد کرانے اور باشندگان ہند کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلانے کی خاطر ڈٹ کر انگریزوں کا مقابلہ کیا۔ انگریزی فوج نے بڑی تعداد میں رام گڑھ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ اس سے لوہا لینے کے لئے شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤ سنگھ نے رام گڑھ جا کر محاذ سنبھالی۔ انگریزوں اور شیخ بھکاری کی فوج کے مابین ایک زبردست جنگ ہوئی۔ اس کے بعد شیخ نے وادی چتوپالو میں اپنا ٹھکانہ بنالیا۔ انگریزی فوج کے ساتھ لڑتے ہوئے اسلحہ ختم ہونے کے باوجود ان کی فوج نے تیر و کمان اور پتھروں سے لڑائی لڑی۔ بالآخر انگریزی فوج کو پسپا ہوکر وہاں سے بھاگنے پر مجبور ہونا پڑا۔ غرض کہ شیخ بھکاری نے اپنی زندگی میں انگریزی حکومت کا نظام جھارکھنڈ کی سرزمین پر آسانی سے پھیلنے نہیں دیا۔ برطانوی حکمراں شیخ بھکاری انصاری کو سب سے زیادہ خطرناک جنگجو سمجھتے تھے۔

انگریز بڑے شاطر تھے جب انہوں نے محسوس کرلیا کہ سیدھی لڑائی میں شیخ بھکاری کو شکست نہیں دی جاسکتی ہے تو انگریزی فوج کے کمانڈر میکڈونالڈ نے پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو کے آزمودہ حربہ کا استعمال کرتے ہوئے پٹوریا گاؤں میں پرگنت

کے زمیندار کو چاندی کے چند ٹکڑوں کی لالچ دے کر شیخ بھکاری کو گرفتار کرانے کی سازش رچی۔ شیخ بھکاری اور امراؤ سنگھ کو دھوکہ سے وہاں بلایا گیا اور مقرر ہ وقت پر جب دونوں بہادر پٹوریا جانے کے لئے روانہ ہوئے تو برطانوی حکومت کو اطلاع دیدی گئی۔ کمانڈر میکڈونالڈ نے فوج کا دستہ لے کر پیچھے سے ان دونوں پر حملہ کر دیا اس طرح بعض ہم وطنوں کی سازش کے شکار ہو کر اپنے ساتھی ٹکیت امراؤ سنگھ سمیت انگریزوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔ ان کی گرفتاری کے بعد 8 جنوری 1858ء کو وادیٔ چتوپالو میں ایک درخت میں لٹکا کر پھانسی دے دی گئی اور وہ شہادت کے مرتبے کو پہنچے۔ انہیں پھانسی دینے کے بعد میکڈونالڈ نے لکھا ''شیخ بھکاری حکومت کے خلاف سب سے زیادہ خطرناک اور مشہور عوامی حملہ آور تھے''۔ اس تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انگریز شیخ بھکاری سے کس قدر خوفزدہ تھے۔ یعنی شیخ بھکاری کی حب الوطنی اور جانثارانہ عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ وہ جدوجہد آزادیٔ وطن کی وہ عبارت لکھ گئے جسے انگریز مٹا نہ سکے اور باشندگان ہند کے درمیان حریت وانقلاب کا وہ جذبہ پروان چڑھا کہ انگریزوں کو ہندُستان چھوڑ کر جانا ہی پڑا اور 1947ء میں ہمارا ملک آزاد ہوگیا۔ مگر افسوس کہ ہماری حکومت کو ان کی اس عظمت کا وہ پاس ولحاظ نہیں جو ہونا چاہئے تھا۔ ان کی شخصیت کو نظر انداز کئے جانے سے آج ان کے اہل خاندان حیران و پریشان ہیں۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں اور وہ مفلسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

یوسف رانا

شہید بھکاری انصاریؒ
اور حکومت کا رویہ

ہندُستان سونے کی چڑیا تھا انگریزوں نے یہاں برسہا برس حکومت کر کے دونوں ہاتھوں سے لوٹا۔ جنت نشان ہندوستان پر 1765ء میں بہار اور بنگال کی دیوانی ایسٹ انڈیا کمپنی کے آنے سے معاشی بدحالی کا دور تمام صوبوں پر پڑا خاص کر جھارکھنڈ (اس وقت کا چھوٹا ناگپور) میں صنعت پارچہ بافی جڑے بنکروں کا تھا۔ وہ اس قدر بدحالی کا شکار ہوئے کہ کمپنی سے پیسہ لے کر کپڑے تیار کرتے مجبوراً تیار کپڑا کمپنی کو ہی کم قیمتوں میں بیچنا پڑتا تھا۔ بھاری ٹیکس کا بوجھ اور قلیل آمدنی نے بنکروں کے ساتھ ہندو مسلم آدیواسیوں کی صنعت کو نہ صرف کمزور کر دیا بلکہ ہندو اور مسلمانوں کے بیچ جو نفرت کی دیوار کھڑی کی ہے آزادی کے 69/برس بعد بھی نہیں گر سکی۔ یہاں تک کہ وطن عزیز کی آزادی میں جن جیالے محبان وطن نے اپنی جان و مال کی قربانیاں پیش کی ہیں انہیں یکسر فراموش کر دیا گیا ہے اور تو اور یہاں کی اکثریت چاہتی ہے کہ

یہی وجہ ہے کہ ملک کا تعلیمی نظام اس طرح ترتیب دیا جارہا کہ ان مسلمانوں کی خدمات کو یکسر فراموش کردینے کی پوری کوششیں کی جارہی ہیں جن کے ذکر کے بغیر اس ملک کی تاریخ اور ملک کے لوگوں کی داستان شجاعت ادھوری رہے گی۔ جس کے بارے میں 1947ء میں مولانا آزاد نے جامع مسجد کی سیڑھیوں سے مسلمانان ہند کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''یہ ملک ہمارا ہے ہم اس کے لئے ہیں اس کی تقدیر کے ہر فیصلے ہمارے بغیر ادھورے رہیں گے۔ آج وہی کچھ مسلمان تو نہیں ہاں البتہ حکومتی مشنریاں مسلمانوں کا نام ونشان ہر جگہ سے مٹا دینا چاہتی ہیں۔

شہید شیخ بھکاری انصاری جن کی پیدائش 1827ء میں رانچی ضلع کے مکہ ہوپٹے کے گاؤں میں ایک مومن بنکر کے گھر میں ہوئی تھی۔ والد شیخ لعل بہادر اور ان کا خاندان صنعت پارچہ بافی سے منسلک تھے۔ ان کے یہاں گاڑھے موٹے کپڑے تیار ہوتے تھے۔ جو مقامی ہاٹ بازار میں فروخت کئے جاتے تھے۔ آدیواسیوں کو یہ کپڑے بہت بھائے۔ جسے یہ پچھوڑی کے نام سے پکارتے تھے اور اسے شال اور چادر کی طرح اپنا جسم ڈھکتے تھے۔ اسی خاندان کے چشم چراغ شہید شیخ بھکاری انصاری جنہوں نے ملک عزیز کی تاریخ میں مسلمانان ہند کا نام اپنے خون سے لکھا۔ موجودہ جھارکھنڈ جس نے بڑے بڑے جانبازوں اور مجاہدین کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے جو اپنے کارہائے نمایاں سے ہندُستان کی تاریخ کے سنہرے باب میں اپنا نام درج کروایا ہے۔ جب انگریزوں کے ذریعہ ظلم وستم، جبر واستبداد اور چھوٹی چھوٹی سی باتوں پر رونگٹے کھڑے کر دینے والی مجاہدین کو سزائیں دیکھ کر سرزمین ہندُستان بھی خون کے آنسو روتا تھا۔ آخرکار 1857ء کا روشنو منور دن آیا جب انگریزوں کے خلاف راکھ میں دبی ہوئی چنگاری نے شعلے کا رُو دھار کر کے پورے ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف بغاوت کی لہر دوڑا گئی۔

شہید شیخ بھکاری انصاری بچپن سے ہی دل ہلا دینے والی سچی داستانیں جیسے جنوری 1767ء میں پھرگوشن کے سنگھ بھوم پر حملے، 22/ مارچ 1767ء میں دالبھوم گڑھ یا گھاٹ شیلا کے جلئے محل پر قبضہ، 1820ء میں لفٹننٹ میلارڈ اور کولھوں (آدیواسیوں) کے درمیان جنگ، 32-1831ء کا کول (revolt) جس میں انگریزی حکومت کے مخالفین اور ان کو پناہ دینے والوں کو مار ڈالا گیا تھا جیسے واقعات نے شیخ بھکاری انصاری کے دل میں انگریز حکومت کے خلاف اس قدر شعلہ بھر دیا کہ گاؤں، گاؤں، قریہ قریہ گھوم گھوم کر انگریزوں کے خلاف ایک فوج تیار کرنے لگے۔ خداداد صلاحیتوں سے معمور شیخ بھکاری انصاری محض 20/ برس کی عمر میں مہاراجہ چھوٹا ناگپور کے یہاں نوکری کر لی۔ جاسوسی کے کام میں اتنے ماہر تھے کہ وقت سے پہلے بادشاہ کو آنے والی مصیبتوں کی اطلاع دیتے تھے اس خوبی نے موصوف کو شہرت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ بعد میں بڑکا گڑھ کے دیوان مقرر ہوئے۔ فن حرب وضرب ماہرانہ صلاحیت رکھنے والے مومن انصاری نوجوانوں کو باقاعدہ فوج میں بھرتی کیا اور اچھی ملیٹری ٹریننگ کے ذریعہ ان کی طاقت وقابلیت میں اضافہ کیا۔

1856ء سے ہی غدر کے آثار نظر آنے لگے جسے محسوس کر کے وزیر پانڈے گنپت اور ٹکیت امراؤ سنگھ اپنی کاموں میں مستعدی دکھانا شروع کیا اور اندر ہی اندر انگریزوں سے لوہا لینے کی اسکیم بناتے رہے اور اس کے لئے کوشش بھی کرتے رہے۔ اپنے قابل لیڈر جو کہ انگریزوں کی غلامی سے آزادی دلانے میں کامیاب و کامران نظر آنے والے ناگونش مہاراجہ بڑکا گڑھ کے ٹھاکر بشوناتھ شاہدیو تھے جو اس وقت رانچی سے 11/ کیلو میٹر ہٹیار میں رہتے تھے۔ ان کے وزیر پانڈے گنپت رائے، دیوان شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤ سنگھ نے یک زباں ہو کر ٹھاکر وشوناتھ کا بغاوت میں حصہ لینے کی رائے دی۔ جگدیش پور کے بابو کنور سنگھ کے ساتھ پہلے سے بھی خط

وکتابت ہوتی جس سے بغاوت کے ارادے کوتقویت ملنے لگی۔ٹھاکر وشوناتھ شاہدیو نے لیڈر بننا قبول کرلیا اور کیپٹن نیشن کے بنگلہ اور ہائی کورٹ کے احاطے میں دربار لگایا۔ ہندستانی فوج نے پنڈت گنپت رائے کواپنا سپاہ سالار مان لیااور شیخ بھکاری کو دیوان۔شیخ بھکاری نے ستامبے میں آزادی کا جھنڈا لہرادیا اور اس طرح اپنی دیرانہ خواہش کو پورا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔پورے جھارکھنڈ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور جھارکھنڈ کے سبھی لوگوں نے ٹھاکر وشوناتھ شاہدیو کو دل سے اپنا راجہ مان لیا۔2 / ماہ تک رانچی کے ڈورنڈا میں کچہری لگتی رہی اور فرمان جاری ہوتا رہا۔مگر 6 / جنوری 1856ء ایسا واقعہ رونما ہوا جو کہ شیخ بھکاری انصاری کی شہادت کا باعث بنا۔ہوا یوں کہ شیخ بھکاری اور ٹکیت امراؤں سنگھ اپنے علاقے کی گھیرابندی میں لگے ہوئے تھے کہ کہیں یہ آزادی انگریز دوبارہ نہ چھین لے مگر اس وقت کے جنرل میکڈونالڈ نے شاطرانہ چال چلی اپنی پہچان چھپا کر ایک بھٹکے ہوئے مسافر کے بھیس میں پہنچ کر راستہ پوچھنے کے بہانے شاہراہوں، پلوں اور گھاٹوں کی حفاظت پر معمور ٹکیت امراؤ سنگھ اور شیخ بھکاری اور ٹکیت سنگھ کے بھائی گھانسی سنگھ کے قریب پہنچ کر انہیں پکڑ کر قید دیا۔گھانسی سنگھ کا لوہردگا کے جیل میں ڈال دیا جہاں بعد میں اس کی موت ہوگئی۔ان مجاہدین آزادی کے بارے میں انگریز سرکار کو پتہ چلا کہ اگر انہیں چھوڑ دیا گیا تو ہمارے تابوت میں یہی لٹے پھٹے انقلابی آخری کیل ٹھونکنے کا کام کریں گے۔لہٰذا اپنے حواریوں، مواریوں اور حاشیہ بردار ججوں کے درمیان ایک خودساختہ عدالت لگا کر پھانسی کی سزا سنادی۔8 / جنوری 1858ء کو چوٹو پال گھاٹی میں ایک برگد کے پیڑ کے دو الگ۔الگ شاخوں میں پھندے ڈال کر ان دونوں جاں بازوں کو پھانسی دے دی گئی۔اس طرح وہ ملک پر مر مٹنے اور شہید ہو کر ہمیشہ کیلئے امر ہو گئے۔

اے میرے وطن کے لوگوں ذرا آنکھ میں بھر لو پانی
جو شہید ہوئے ہیں ان کی ذرا یاد کرو قربانی

اہالیانِ وطن کا فرض عین ہے کہ ملک پر قربان ہونے والے شہیدانِ وطن کو بھرپور خراج عقیدت پیش کیا جائے بلکہ آنے والی نسلوں کو ان کے کارناموں کا ذکر کر کے، ان کی شہادتوں کو واضح کر کے، وطن عزیز سے محبت کے جذبہ کو ابھار کر نہ صرف بتایا جائے بلکہ طالبان علم کی نصابی کتابوں میں ان کے متعلق مضامین شامل کیا جائے تاکہ مستقبل میں ہندوستان کی باگ دوڑ سنبھالنے والے یہ ننھے سپاہی، یہ ننھے مجاہد بڑے ہو کر اپنے شہیدوں کے کارناموں کو یاد رکھیں کہ کس طرح اپنی جانوں کی قربانی دے کر اس ملک کی جھولی میں آزادی کی نعمت ڈالنے والے اہلِ ایماں کی صف میں ایک عظیم سپاہی شہید شیخ بھکاری انصاری تھے۔

☆☆☆☆☆☆

سہیل خاں

شیخ بھکاری

۱۸۵۷ء کا فراموش کردہ محبّ وطن

۱۸۵۷ء کی اولین جنگ آزادی کے جانبازوں کی فہرست کبھی مکمل نہیں ہو سکے گی۔ رفتار زمانہ کی تیزی کے ساتھ ماضی کا پتی چلانے، حال کو سنوارنے اور مستقبل کی بہتر منصوبہ بندی کے عمل میں تنوع پیدا ہوا ہے اور یہ اسی انقلاب کا نتیجہ ہے کہ ۱۸۵۷ء کے حوالے سے بعض ایسے نام بھی سامنے آئے ہیں جو محض فہرست میں اضافہ نہیں حیران کن بھی ہیں۔ ایسا ہی ایک نام ۱۸۵۷ء کے ایک سرفروش محبّ وطن شیخ بھکاری کا بھی ہے جنہوں نے اپنے ہم عصر جانبازوں کے ساتھ مل کر برطانوی استعمار کا جینا دوبھر کر دیا تھا۔ شیخ بھکاری سے متعلق بہت زیادہ مستند دستاویزات اب بھی حاصل نہیں لیکن دستیاب تذکروں سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے بنکر طبقے کو جدوجہد آزادی میں عملاً کود پڑنے

اور ملک کو غلامی سے نجات دلانے کی جدوجہد میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ ضلع رانچی کے ہوپنے گاوں میں ایک مومن بنکر خاندان میں ۱۸۲۱ء میں پیدا ہونے والے شیخ بھکاری نے انگریزوں کے خلاف جنگ کے لئے ریاست بہار میں چھوٹا ناگ پور کے نشیب وفراز سے بھرے علاقے کو اپنا مستقر بنایا تھا اور منصوبہ بند طریقے سے آزادی کی لڑائی میں حصہ لیا تھا۔ ۸؍جنوری ۱۸۵۸ء کو پھانسی پر لٹکائے جانے والے شیخ بھکاری نے اپنی آخری سانس تک جو جدوجہد کی اس کی تصدیق جنرل میکڈونالڈ کی زبان میں یوں ہوتی ہے "باغیوں میں شیخ بھکاری سب سے خطرناک۔۔۔۔تھا'' !

ایس ایم بدر کامل

شیخ بھکاری انصاری

کی خدمات نا قابل فراموش

ہمارے وطن میں بہت سارے ایسے مجاہدین آزادی ہیں جن کے کارناموں کو فراموش کر دیا گیا ہے۔ جب کہ انہوں نے تن من دھن قربان کر کے جنگ آزادی کی بنیادیں رکھیں جن پر آزاد ہندُستان کی عمارت تعمیر کی گئی اور آزادی کا پرچم بلند کیا گیا۔

ایسے ہی مجاہدین آزادی میں ایک نہایت ہی معتبر اور مستند نام شیخ بھکاری انصاری کا بھی ہے جن کا تعلق چھوٹا ناگپور کے ایسے علاقے سے تھا جو جنگل اور پہاڑوں سے گھیرا ہوا تھا۔ ان علاقوں میں رہنے والوں کو جنگلی تصور کیا جاتا تھا کیونکہ وہ جدید دنیا سے کوسوں دور تھے۔ اسے شیخ بھکاری انصاری کا کارنامہ ہی کہا جائے گا کہ انہوں نے جدید ہندُستان اور تہذیب وتمدن سے قطعی ناآشنا وہاں کے مقامی باشندوں کو جنہیں

آدی باسی کہا جاتا ہے' تربیت دے کر، ان میں آزادی کی جوت جگائی اور انگریزوں کے خلاف صف آراء کیا۔ جنگ آزادی میں ان آدی باسیوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے جن سے آزدی کی تاریخ بھری پڑی ہیں۔

شیر شاہ کی نگری سہسرام ان خوش نصیب شہروں میں سے ایک ہے جہاں کے عوام اپنے اس رہنما کو کبھی نہیں بھولتے۔ اس شہر میں نہایت جوش وخروش کے ساتھ ہر سال باقاعدگی سے شیخ بھکاری انصاری کی یاد میں ایک نشست کا اہتمام ہوتا ہے۔ اس تقریب میں خاص طور سے نوجوان طبقے کا جوش دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ جہاں ایک طرف اس تقریب کو شہر کے بزرگ کی سرپرستی حاصل ہوتی ہے وہیں نئی نسل شیخ بھکاری انصاری کی قربانیوں کو یاد کر کے اپنے اندر خدمت خلق اور خدمت وطن کا نیا جوش محسوس کرتے ہیں۔

یہ بے پناہ خوشی کی بات ہے کہ دہلی سے نکلنے والے کثیر الاشاعت اردو ہفت روزہ ''صدائے انصاری'' جو ملک کے کروڑوں بنکروں، پسماندوں اور دلتوں کی آواز ہے' حسب روایت ایک خصوصی شمارہ شیخ بھکاری انصاری کے نام پر شائع کر کے انہیں بہترین خراج عقیدت پیش کیا ہے جس میں ان کی زندگی کے مختلف گوشوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ان کے اس عمل کی بدولت فراموش کردہ رہنماؤں کے نام زندہ رکھنے کا کام بحسن وخوبی انجام پا رہا ہے۔ مذکورہ ہفت روزہ میں شائع شدہ مضامین کو باضابطہ کتابی شکل میں شائع کیا جانا ایک عمدہ کاوش ہے جس کی ستائش کی جانی چاہئے۔

☆☆☆☆☆☆

ساحرداؤ دنگری

شجر سایہ دار، شیخ بھکاری انصاری

تناور پیڑ تھا
شاخیں جواں تھیں
اور امنگیں بھی بہت تھیں
اس کے سائے میں
بہت سارے مسافر بیٹھ جاتے تھے
اچانک دوستوں
طوفان آیا
اور اپنی زد میں لے کر اس کو
طوفانی ہواؤں نے
تباہی دی
پو مگر وہ آج بھی ننھے سے دے کے
لبوں کو مسکراہٹ دے رہا ہے اور
سفر کے راہ گیروں کو
دعائیں اس سے ملتی ہیں
ہوائیں اس سے ملتی ہیں

☆☆☆☆☆☆

فیاض احمد آفتاب جگنو

خراج عقیدت

فخر بھکاری پہ کرتا ہے یہ بھارت وطن
جن کے دم سے کھل رہا ہے کو بہ کو اب چمن

☆☆

دے گیا پیغام کھاکے گولیاں سینے پہ وہ
آپسی چاہت سے روشنی ہوئی یہ انجمن

☆☆

ہند کی بنیاد میں ہے بھیکاری کا لہو
اس لئے تو اب تلک روشن ہے بنا یہ وطن

☆☆

کم نہیں پہچان ان کی آج بھی دنیا یہ
جانتی ہے رتبہ اس کو دے گیا دارورسن

☆☆

جگنوؔ اب اتنا ہے کہنا زہ بھکاری دیکھ کر
کتنا اچھا تھا بھکاری کے چلن کا بانکپن

☆☆☆☆☆☆

Dictionary of Martyrs:
India’s Freedom Struggle
(1857-1947) Vol. 4

Shaikh Bhikari: Born in 1819; owner of Khudra Lotowa Estate, distt. Ranchi, Bihar (now in Jharkhand). Under Diwan of Tikait Umrao Singh he took active part in the resistance against the British during the 1857 Uprising. He led the forces of Umrao Singh when the combined forces of Madho Singh, Bishwanath Sahdeo and Ganpat Rai along with rebellious sepoys of Ramgarh Battalion and of Doranda Army Camp broke jails and freed the prisoners, burnt record rooms and administrative offices at Ranchi. Thereafter, Shaikh Bhikhari awakened the Santhals of Santhal Pargana to revolt against the Britishers but was defeated. Later, he had a contingent of rebels during the battle against the English East India Company forces on 2 August 1857. Captured by the Companyís troops on 6 January 1858 and sentenced to death and confiscation of his property, he was executed by hanging on 8 January 1858 in the Chutupalu valley of Ramgarh district with Umrao Singh. [Letter No. 9 from the Commissioner of Chotanagpur to the Secretary to the Government of Bengal, 4 October 1858, WBSAK]

(Page No.- 382)

Sheikh Bhikhari

From Wikipedia, the free encyclopedia

Sheikh Bhikhari (1819–1858) was a combatant in the Indian Rebellion of 1857. He was a Dewan and general of Tikait Umrao Singh. He was born in Budmu, Bihar to a weaver Ansari family but spent the rest of his life in Khudia-Lotwa village of Ormanjhi. Along with his contemporary, Tikait Umrao Singh, he prevented East India Company forces from occupying Ranchi by cutting down Chutupalu Ghati trees in order to obstruct their advance prior to engaging Company forces. The British hanged him alongside Tikait Umrao Singh in a banyan tree of Chutupalu Ghati in Ramgarh in 1858.[1][2][3]

Sheikh Bhikhari

Born	: 2 October 1819 : Budmu, Ranchi district, Bengal : Presidency, (now in Jharkhand)
Died	: 8 January 1858 (aged 38) Ramgarh
Occupation	: Diwan and Commander
Known for	: Freedom struggle in Indian Rebellion of 1857

References

"Model makeover for martyr hamlets". telegraphindia.com.

"JPCC remembers freedom fighters Tikait Umrao Singh, Sheikh Bhikari". news.webindia123.com.

"शेख़ भखिारी और टकिैत उमराव सहि के शहादत की अमर कथा". heritagetimes.in.

https://en.wikipedia.org/wiki/Sheikh_Bhikhari

روزنامہ ''ایک قوم'' پٹنہ، بہار میں شائع شدہ مضمون
۲۰؍دسمبر۲۰؍دسمبر۲۰۲۱ء

آزادی کا امرت مہتسو

جنگ آزادی کے عظیم مجاہد آزادی و مہانائک

شیخ بخاری ''شیخ بھکاری''

ایم ڈبلیو انصاری

مادر وطن بھارت کی عظمت کی خاطر اپنے آپ کو قربان کرنے والوں میں چھوٹا ناگپور کے ویروں کا نمایاں تعاون رہا ہے۔ اس دھرتی کی کوکھ نے اَمر شہید شیخ بخاری عرف شیخ بھکاری کو 2 اکتوبر 1811 (1819) جنم دیا۔ جنھوں نے ملک کو آزاد کرانے کے لئے انگریزوں کے بہت سے وحشانہ تشدد کو سہا اور ہنستے ہوئے پھانسی کے پھندے کو چوم لیا، لیکن آج شیخ بخاری جیسے لازوال جنگجو کو بہت کم لوگ جانتے ہیں اور وہ فراموشی کے شکار ہو گئے ہیں۔

یوم پیدائش : ۲؍اکتوبر۱۹۱۱ء(۱۹۱۸ء)
وفات : ۸؍جنوری ۱۹۵۸ء

قابل مبارکباد ہیں جھارکھنڈ سرکار کہ انھوں نے اَمر شہید شیخ بخاری کی یاد میں جھارکھنڈ میں بہت بڑے پیمانے پر میلہ اور پروگرام کا انعقاد کر اَمر شہید شیخ بخاری کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ آج کے ایسے وقت میں جب سبھی سیاسی پارٹیاں مسلم مجاہدین آزادی کی بات کرنے سے کتراتے ہیں۔ میں
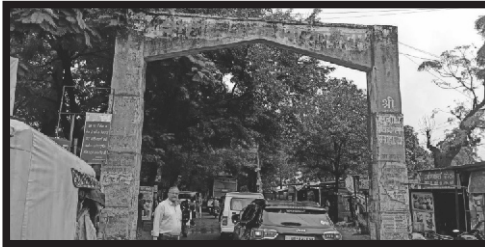
شہید شیخ بخاری (بھکاری) انصاری کے نام سے منسوب گیٹ

سرکار کے اس کارکردگی پر جھارکھنڈ سرکار کو بہت بہت مبارکباد پیش کرتے ہیں، اور آگے بھی اسی طرح گنگا جمنی تہذیب، سماج میں آپسی بھائی چارے کو قائم رکھنے کے ہر ممکن کوشش کریں گے، امید کرتے ہیں۔

غور طلب ہے کہ ہر سال جھارکھنڈ کے چاٹو پالوگھاٹی پر جہاں شیخ بخاری اور ٹکیت امراؤ سنگھ کو پھانسی دی گئی تھی، اسی برگد کے پیڑ کے پاس ایک بڑے پیمانے پر میلہ لگتا ہے اور تمام سیاسی لیڈران یہاں پہنچ کر ان شہدا کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ جو اس سال بھی 8 جنوری کو انعقاد کیا جا رہا ہے۔ لیکن سرکار سے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اس برگد کے پیڑ کے پاس جہاں سال میں ایک بار صفائی کا اہتمام کرتے ہیں، اس کو ایک ٹورسٹ پیلیس بنایا جائے۔ جس سے یہاں ہمیشہ صاف صفائی ہوتی رہے اور ان شہداء کو لوگ جانیں گے۔

''پھنسیاری گاچھی'' جہاں شیخ بخاری (بھکاری) انصاری کو پھانسی دی گئی

اَمر شہید شیخ بخاری کے نام سے منسوب جو روڈ ہے اس کی مرمت کی جائے اور ان کے نام سے چوک۔ چوراہوں کا نام رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے نام سے یونیورسٹی، اسٹیڈیم، آرمی پولس ریکروٹمنٹ سینٹر

''پھنسیاری گاچھی'' جہاں شیخ بخاری (بھکاری) انصاری کو پھانسی دی گئی

University, Stadium, Army/Plice Recruitment center

بنایا جائے۔ حکومت نے ان کے گاؤں کو موڈرن گاؤں بنانے کی بات کہی تھی، ان کے گاؤں کو موڈرن گاؤں میں تبدیل کیا جائے۔

شیخ بخاری کا مقبرہ خستہ حالی کا شکار ہے۔ مقبرہ کے اوپری حصہ یعنی چھت میں جو سریہ ''لوہے'' لگے ہیں وہ باہر سے نظر آرہے ہیں۔ مقبرہ کے چاروں اطراف میں بنے کھمبے بھی گل گئے ہیں اور مقبرہ کے چاروں طرف اس جنگل ہیں کہ یہاں جانے کی کسی کی ہمت نہیں ہوتی ہے۔ اس کی صاف صفائی اور مرمت کی سخت ضرورت ہے۔ یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ جھارکھنڈ کے اتنے بڑے مجاہد آزادی جو اَمر شہید شیخ بخاری ''بھکاری'' کے نام سے جانے جاتے ہیں، ان کے مقبرہ کی حالت دیکھ کر رنج ہوتا ہے۔ سرکار سے گزارش ہے کہ اس کی صاف صفائی اور مرمت کا کام کیا جائے۔

ٹکیت امراؤ سنگھ اور شیخ بخاری (بھکاری) انصاری

ان کے نام سے منسوب مرکز المدارس کو صحیح انوداں دے کر اس کو ٹھیک کیا جائے اور جو شیخ بخاری گیٹ ہے اس کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ وہ کبھی بھی گر پڑے، ایسا نہ ہو کہ کبھی کوئی حادثے دوچار ہونا پڑے کیونکہ یہاں سے کثیر تعداد میں لوگوں کا آمدورفت ہے، جلد سے جلد اس کی مرمت کی جائے۔

ہمارے کمیونٹی کے لوگ بھی بے حسی کے شکار ہیں ان کو بیدار ہونے کی ضرورت ہے۔ جب تک ہم ان کے بارے میں لوگوں کو بتائیں گے نہیں، ان کے بارے میں کتابیں نہیں

شیخ بخاری (بھکاری) انصاری کے نام منسوب مرکز مدارس کا گیٹ

لکھیں گے،ان کے بارے میں اپنے بچوں کونہیں پڑھائیں گے،اور دیگر طبقے سے امید رکھیں گے یہ کیسے ممکن ہے۔ہمیں اپنے آباءواجداد کے بارے میں آنے والی نسلوں کو پڑھانا ہے۔کیوں کہ یہ قول مشہور ہے کہ وہ قوم اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی جب تک وہ اپنے آباء واجداد کی تاریخ کونہیں جانیں گے۔ہم اپنے آباء واجداد کی تاریخ سے کئی باتیں سمجھ سکتے ہیں،لیکن آج ہم تمام لوگوں کوخود سے محاسبہ کرنے اورغور کرنے کی ضرورت ہے۔

شیخ بخاری (بھکاری)انصاری کا مقبرہ

اس کے علاوہ سرکار سے ہم یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ شیخ بخاری،ٹکیت امراؤ سنگھ ، ٹھاکر وشوناتھ شاہی، پانڈے گنپت رائے، جے منگل پانڈے، نادر علی خان، برج بھوشن سنگھ چما سنگھ،شیوسنگھ، رام لال سنگھ اور برج رام سنگھ کے نام سے جھارکھنڈ میں جگہ اسکول،کالج،میڈیکل کالج،اور یونیورسٹیوں کے کمروں کے نام رکھے جائیں۔اس کے ساتھ ہی جھارکھنڈ سرکار کے جو کام کئے جارہے ہیں اس کے لئے بہت بہت مبارکباد دیتے ہیں۔

بے۔نظیر انصار ایجوکیشنل اینڈ سوشل ویلفیئر سوسائٹی

اُسیار سورٹ (کوئینس ہوم) کوہِ فضا، احمد آباد پیلیس روڈ

بھوپال۔۴۶۲۰۰۱ (ایم۔پی)

ای۔میل:- taha2357ind@gmail.com

SHAHEED AZAM, DESH RATAN,

SHEIKH BUKHARI ALIAS SHEIKH BIKHARI-

TIPU SULTAN OF JHARKHAND

"A People without knowledge of their past history, origin, and culture is like a tree without roots" - Marcus Garvey

Historic buildings and monuments are physical link to our past. I was reminded of this maxim during a road journey I undertook recently, while travelling by road from Ranchi, the administrative capital of Jharkhand state to Dhanbad, the coal capital of India. I came across Ormanjhi Chowk, a market place along the highway just outside of Ranchi. There stands a gate constructed in memory of Sheikh Bukhari, a great freedom fighter of The First War of Independence 1857.

(Photo of Gate)

Sheikh Bukhari was born in a humble Moumin Ansar Family of Khudia Village in Ormanjhi Taluka on 2nd October 1811 (1819). From a humble weaver in the beginning he rose to become a great freedomfighter by virtue of his extreme patriotic fervour and bravery.

He fought the British, number of times. Employing his tactical guerilla warfare tactics and skills, he inflicted major casualties on the British Forces advancing from Ramgarh towards Ranchi through Chutupali Hills. However Sheikh Bukhari was destined to become a great martyr in the course of motherland. He was hanged to death on Banyan Tree by the British in Chutupali Valley on January 8, 1858. The huge Bargad Tree which bore and witness the great martyr still exist today and is called/remembered by locals/villagers as "Sipahi Bargad."

"Among the rebels Sheikh Bukhari is the most notorious and dangerous mutineer." -Col. Mc Donald.

(Photo of Bargad Teree)

At present times, The Sheikh Bukhari Gate at Ormanjhi Chowk is a monument lying in a state of ruins and disrepair- plasters are crumbling, paints have been peeled off, even the writing on the main arch has almost completely faded due to weather conditions and absence of periodic repairs. It is indeed painful to see an important landmark, built to commemorate the noble sacrifice of this great freedom fighter, suffering from indifference and neglect.

Today is August, 15, 2016 and we are celebrating our 70th Independence Day. We owe this great day to the sacrifices of our great freedom fighters, one of whom was, undoubtedly, Sheikh Bukhari. The least we can do to honour his supreme sacrifice for the cause of our Motherland is to repair this decaying monument and restore it to its original glory and grandeur.

"*Study the past, if you would want to define the future"*

- Confucius.

Jai Hind! Jai Bharat!

W.Ansari, IPS Retd. DG
Email: mwansari1984@gmail.com
Phone no.- 9425245544

دلت او بی سی مسلمان اور جنگِ آزادی

جدو جہد جنگِ آزادی میں کلیدی کردار ادا کرنے والے مہاتما گاندھی، جواہر لال نہرو، مولانا آزاد اور سبھاش چندر بوس اور عبدالقیوم انصاری وغیرہم کو تو دنیا جانتی ہے کیونکہ یہ اس جنگ کے ستون تھے۔ مگر ان کے علاوہ دیگر مجاہدین کا جو جم غفیر تھا ان سے دنیا صحیح طور پر آگاہ نہیں ہے۔ یہ مجاہدین آزادی ہندو بھی تھے، مسلمان بھی، سکھ بھی اور عیسائی بھی تھے۔ سچ کہا جائے تو ان کی قربانیوں کی بدولت ہی تحریک جنگِ آزادی کامیاب ہوئی اور ہم 15 ر اگست 1947ء کو آزاد ہو پائے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان مجاہدین کے نام بھی تاریخ کی کتابوں میں شامل کئے جائیں تا کہ نئی نسل کو آگاہی حاصل ہو اور یومِ آزادی کے مواقع پر انہیں خراجِ عقیدت پیش کیا جائے جس کے یہ مستحق ہیں۔ جنگِ آزادی میں دلت اور پسماندہ طبقات کے مسلمانوں کا کردار نا قابل فراموش ہے لیکن ان کی اکثریت کو بھلا دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل موضوعات ہیں جن پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

☆ دلت مسلم و مسلم او بی سی، مسلم اور جنگ آزادی 1857ء کے وقت کی ان کی یادگاریں۔

☆ غدر مومنٹ میں دلت مسلم اور او بی سی مسلم کا کردار۔

☆ درج ذیل تحریکات میں دلت مسلم اور او بی سی کا کردار :۔

(الف) چمپارن ستیہ گرہ۔

(ب) ہندوستان چھوڑو تحریک۔

(ج) ڈانڈی مارچ۔

(د) سودیشی اور عدم تعاون تحریک۔

(س) سائمن کمیشن گو بیک تحریک۔

☆ تحریکِ آزادی میں چوڑی چوڑا اور دیگر اقعات میں دلت مسلم کردار۔

☆ دلت مسلم اور جلیاں والا باغ کا واقعہ اور اس کے مضمرات۔

☆ دلت مسلم اور کانگریس۔

☆ مختلف تنظیموں سے منسلک دلت اور او بی سی مسلمان، جنگِ آزادی میں شامل رضا کار گروپ اور ان کا رول۔

☆ یوپی، بہار، مغربی بنگال و دیگر ریاستوں میں تحریک آزادی اور دلت و او بی سی مسلمان جیسے:

۱۔ مولانا عبدالمجید الحریری
۲۔ محب وطن شیخ بخاری عرف شیخ بھکاری انصاری
۳۔ فخر قوم عبدالقیوم انصاری
۴۔ قائد مومن علی حسین عاصم بہاری
۵۔ قائد انصار ڈاکٹر مختار انصاری
۶۔ محسن ملت نعمت اللہ انصاری
۷۔ معمار قوم بخت علی عرف بطخ میاں انصاری
۸۔ مجاہد آزادی پیر مونس انصاری
۹۔ محسن ڈاکٹر راجیندر پرساد، داروغہ ادریس انصاری
۱۰۔ باغی انگریزی فوج و مجاہد آزادی عبدالرحمٰن انصاری
۱۱۔ قائد ملت ضیاء الرحمن انصاری
۱۲۔ رہنمائے مومن مولانا حبیب الرحمٰن نعمانی
۱۳۔ مرد مومن امانت علی انصاری
۱۴۔ قائد سیاست اشفاق حسین انصاری
۱۵۔ محسن قوم عبدالرزاق انصاری
۱۶۔ میاں عبدالمالک راعین ایڈووکیٹ داناپوری
۱۷۔ منشی محمد یعقوب انصاری، موضع بلاہیا، سیتامڑھی
۱۸۔ شمش العلماء علامہ مختار احمد انصاری
۱۹۔ محدث کبیر علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی
۲۰۔ شہنشاہ قلم علامہ ارشد القادری
۲۱۔ مولانا عتیق الرحمٰن منصوری آروی
۲۲۔ مجاہد آزادی حاجی احمد علی انصاری
۲۳۔ مولوی مولا بخش انصاری
۲۴۔ حاجی شریعت اللہ انصاری
۲۵۔ مجاہد آزادی شوکت علی انصاری
۲۶۔ مرد مجاہد نعیم اللہ انصاری
۲۷۔ بائے ادب حیات اللہ انصاری
۲۸۔ مولانا منصور انصاری
۲۹۔ معمار ملت شفیق احمد انصاری
۳۰۔ حاجی شریعت اللہ انصاری
۳۱۔ مولانا عبداللطیف انصاری، موضع برتا، سیتامڑھی
۳۲۔ مولانا عبدالرشید انصاری، موضع بلاہیا، سیتامڑھی
۳۳۔ ابوظفر انصاری بازوپوری

بعنوان مذکورہ مزید دیگر مجاہدین آزادی کے حیات اور کارنامے کے سلسلے میں ریسرچ جاری ہے اور اس سلسلے میں مزید معلومات درکار ہے۔ لہٰذا آپ حضرات سے درخواست ہے کہ مندرجہ بالا مجاہدین آزادی اور تحریکوں کے سلسلے میں معلومات، مواد اور مضامین دستیاب ہوں تو ہمیں روانہ فراہم فرمائیں۔ شکریہ!

ایم ڈبلیو انصاری، آئی پی ایس

اے راہِ حق کے شہیدو، وفا کی تصویرو
تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں

شہید شیخ بخاری عرف شیخ بھکاری انصاری رحمۃ اللہ علیہ

شہید شیخ بخاری عرف شیخ بھکاری انصاری رحمۃ اللہ علیہ

شہید ٹکیت امراؤ سنگھ

”سپاھی گاچھی“

شیخ بھکاری انصاری اور ٹکیت امراؤ سنگھ کو پھانسی دیئے جانے کی خبر سن کر عوام الناس کا اژدہام مقررہ مقام پر جمع ہونے لگا۔اس سے انگریز گھبرا گئے اور انہیں وہاں لے جا کر پھانسی دینے کے بجائے راستے میں ہی گولی مار کر شہید کر دیا اور ان کی نعش رانچی کی وادئ چٹوپالو میں واقع برگد کا جسے ”سپاہی گاچھی“ کہا جاتا ہے اس پر لٹکا دیا۔ بتایا جاتا ہے کہ بعد میں مقامی لوگوں نے شیخ بھکار کی نعش وہاں اتار کر ’کھدیا‘ قبرستان میں سپرد خاک کر دی جہاں ان کی قبر آج بھی موجود ہے۔

(نوٹ : سپاہی برگد کے نیچے مرتب و دیگر)

یہ مرکز المدارس ہے جو شہید شیخ بخاری ''شیخ بھکاری'' کے نام سے منسوب ہے۔

رانچی ضلع کے تحت کھدیا گاؤں قبرستان میں شہید شیخ بخاری انصاری عرف شیخ بھکاری انصاری کے مقبرہ پر مرتب کتاب' ودیگر
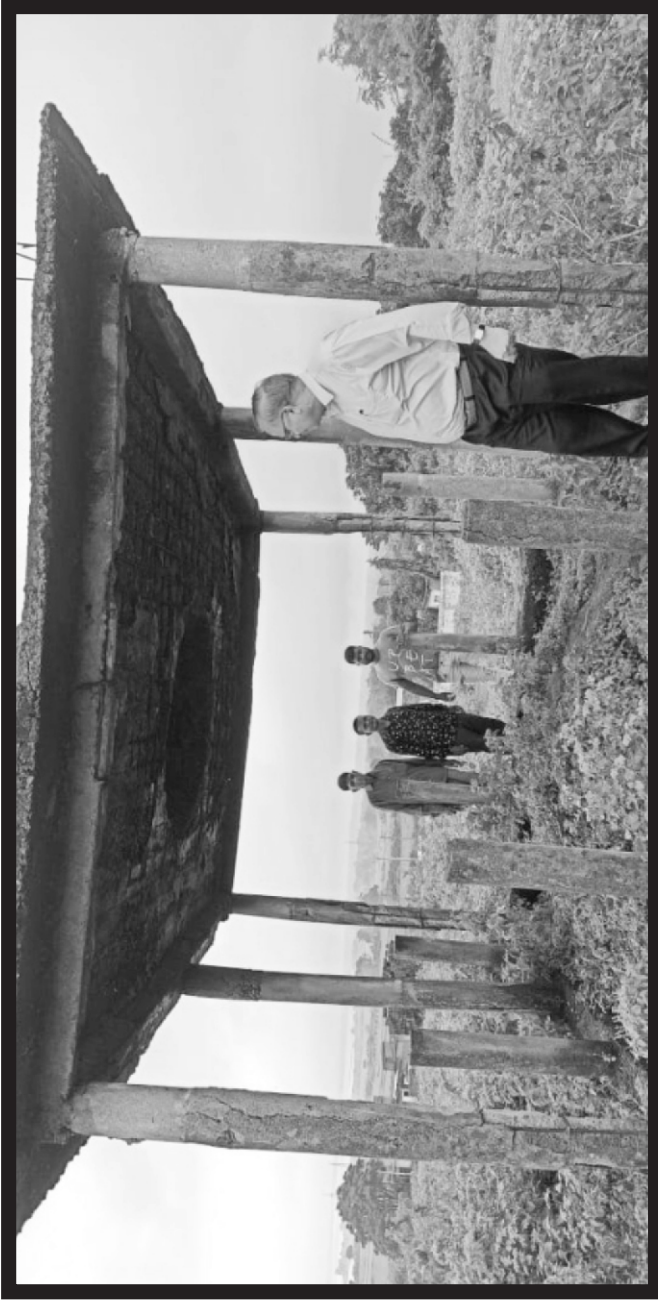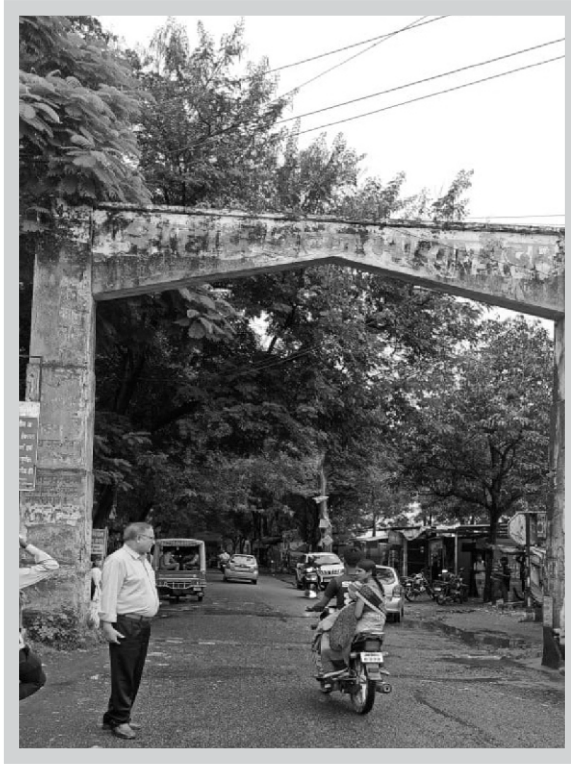
کھدیا گاؤں کی طرف جانے والی سڑک پر واقع ''شہید شیخ بھکاری دوار (دروازہ)''
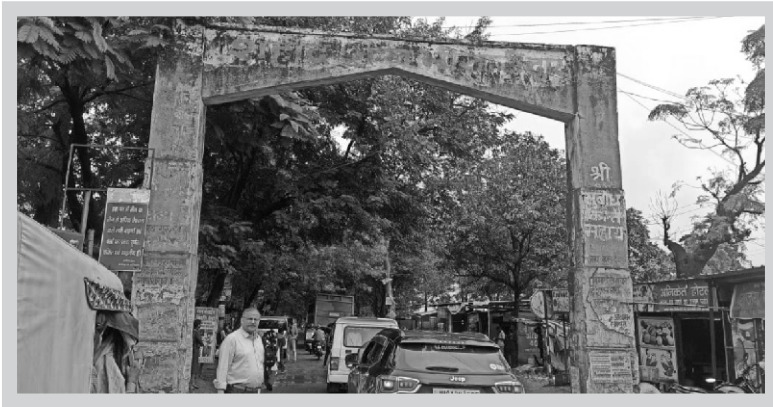
کھدیا گاؤں کی طرف جانے والی سڑک پر واقع ''شہید شیخ بھکاری دوار (دروازہ)'' کا دوسرا منظر

شہید شیخ بھکاری مارگ

پُنداگ، رانچی

روٹ : امن گرین سٹی، جامع مسجد، سائی مندر

جگن ناتھ مندر اور نیو ودھان سبھا (اسمبلی)
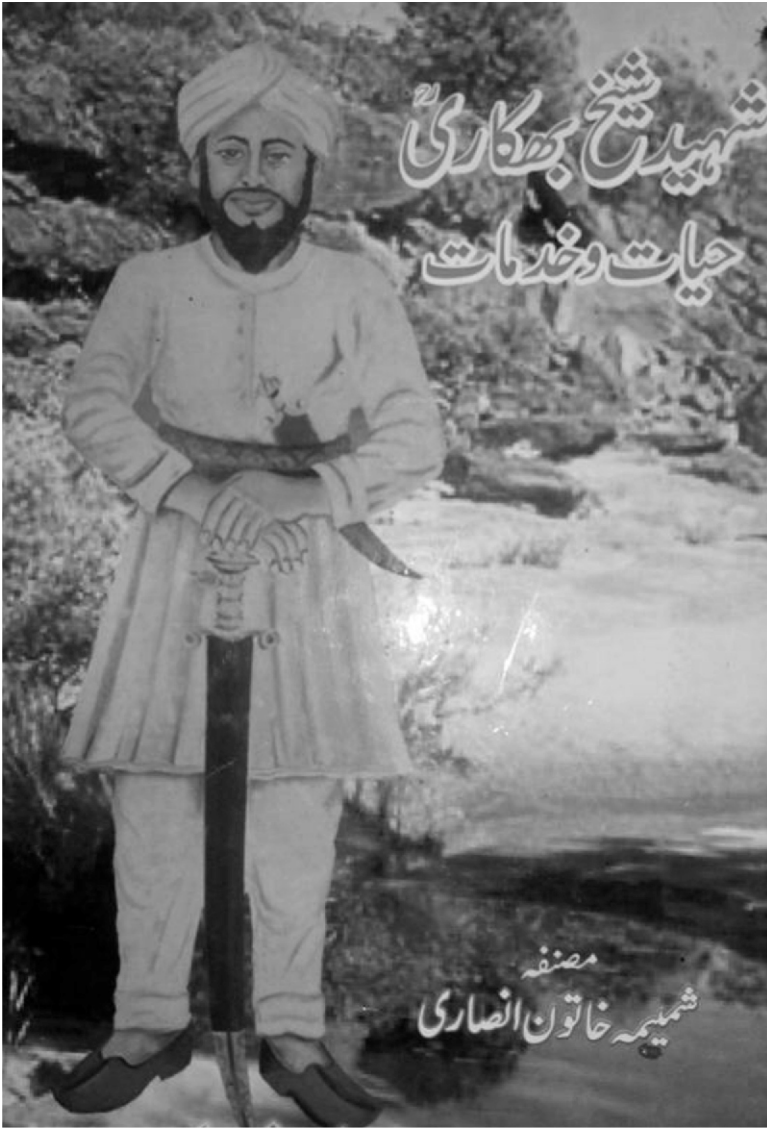
شمیمہ خاتون انصاری کی تحریر کردہ کتاب
”شہید شیخ بھکاری انصاری، حیات وخدمات“
کا ٹائیٹل

شہید شیخ بھکاری انصاری میڈیکل کالج، ہزاری باغ (جھارکھنڈ)

پچھڑوں اور دلتوں کے حقوق کا علمبردار

ہفت روزہ

صدائے انصاری
دہلی

ایڈیٹر : انصاری اطہر حسین

معاون ایڈیٹر : انصاری صبیحہ اطہر

جلد:17 شمارہ:49 تاریخ 30تا05/ستمبر 2015 قیمت-/3روپے epaper.www.sadaeansari.com

شہید شیخ بھکاری انصاریؒ

1857 کی ناقابل فراموش مومن رہنما

انصاری اطہر حسین

یوسف رانا

پچھڑوں اور دلتوں کے اتحاد کا علمبردار

ہفت روزہ

صدائے انصاری

دہلی

ایڈیٹر انصاری اطہر حسین

معاون ایڈیٹر انصاری صبیحہ اطہر

جلد:21 شمارہ:24 تاریخ 03 تا 09، مارچ 2019 قیمت-/3 روپے epaper.www.sadaeansari.com

خصوصی شمارہ مجاہدین آزادی کے نام

ڈاکٹر مختار انصاری

مولانا عاصم بہاری

عبدالقیوم انصاری

احمد علی انصاری

ضیاء الرحمٰن انصاری

محمد امین انصاری

نعمت اللہ انصاری

عبدالرزاق انصاری

شہید شیخ بھکاری انصاری

حیات اللہ انصاری

بطخ میاں انصاری

ھندی گورکھپوری

مہمان مدیر: سہیل انجم

مدیر: انصاری اطہر حسین

معاون مدیر: فلاح الدین فلاحی

ہفت روزہ
صدائے انصاری دہلی
ایڈیٹر : انصاری اطہر حسین
معاون ایڈیٹر : انصاری صبیحہ اطہر
جلد:23 شمارہ:16 تاریخ 03 تا 09 جنوری 2021 قیمت-/3 روپے www.akhbarurdu.com/sadaeansari

خراج عقیدت

سر پرست
ایم ڈبلو انصاری (آئی پی ایس)
mwansari1984@gmail.com
9425245544

بتعاون
فاضل انصاری، ممبئی
9820293687
حکیم رشادالاسلام، الہ آباد
9559669955
پروفیسر احمد سجاد، رانچی
9431359971
امتیاز غدر، دھنباد
7033 265 265
ڈاکٹر سلیم احمد، لکھنؤ
9415693119

شہید شیخ
بھکاری انصاری
ولادت :2 اکتوبر 1819ء
وفات :8/ جنوری 1858ء

مہمان مدیر :
ممتاز شارق، جمشید پور
mumtazshariq435@gmail.com
8292452445

وطن کی خاک سے مر کر بھی ہم کو انس باقی ہے
مزا داماں مادر کا ہے اس مٹی کے دامن میں

پنڈت برج نرائن چکبست

آخری صفحہ

انصاری اطہر حسین

اس کتاب کا تعلق جاں نثار قوم اور محروم گور و کفن شہید شیخ بھکاری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و کوائف سے ہے۔اس کے مرتب جناب محمد وزیر انصاری (ایم' ڈبلیو انصاری) ہیں جن کا نام محتاج تعارف نہیں۔ اِن کا تعلق موغ اُسیا، ضلع غازی پور، اتر پردیش سے ہے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی' علی گڑھ سے فارغ التحصیل ہوکر ۱۹۸۴ء میں آئی پی ایس کے لئے منتخب ہوکر مختلف اعلی عہدے پر فائز رہتے ہوئے چھتیس گڑھ کے ڈی' جی' پی کے عہدے کو رونق بخشی اور ۲۰۱۷ء میں سبکدوش ہوئے۔

جناب انصاری نے مرکزی حکومت وزارت اقلیتی فلاح کے تحت مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن میں بھی بطور سکریٹری خدمات انجام دے کر اپنے حسن انتظام کا مظاہرہ کیا۔ اپنی باوقار سرکاری ملازمت کے دوران انہوں نے بہترین کارکردگی اور انتظامی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا جس کے اعتراف میں انہیں مختلف اعزازات سے نوازا گیا جن میں ۲۰۰۱ء میں پولس صدارتی میڈل اور نیشنل امبید کر ایوارڈ اہم ہیں۔

انصاری موصوف نے پولس محکمہ میں اعلی عہدوں پر فائز رہنے کے باوجود اپنی مصروفیتوں میں سے وقت نکال ہی لیتے اور مختلف سماجی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہتے تھے۔ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد اب خود کو پوری طرح سماج کے لئے وقف

کررکھا ہے۔انہوں مختلف خلیجی و دیگر بیرونی مما لک میں اپنے دورے کے درمیان جو دیکھا،سمجھا اور تجربات کئے ان سے سماج کو مستفیض کرانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔موصوف کا ایک بڑا کارنامہ تو یہ ہے کہ ہمارے ملک میں جن مجاہدین آزادی،شہدائے آزادی اور مختلف شعبہ ہائے زندگی میں قوم وملت کو فائدہ پہنچانے والے اشخاص جنہیں عصبیت و جانبداری کی بنیاد پر نظر انداز یا فراموش کر دیا گیا ہے انہیں منظر عام لانے کی مسلسل کوششیں کر رہے ہیں تا کہ نئ اور آنے والی نسلیں ان سے آگاہی حاصل کرسکیں۔

اس سلسلے میں انہوں نے سب سے پہلے گاندھی جی کی جان بچانے والے عظیم مجاہد آزادی بطخ میاں انصاریؒ کی شخصیت و کردار پر ایک کتابچہ اورایک باضابطہ کتاب ''بطخ میاں کی انوکھی کہانی'' ترتیب دے کر پہلے اردو میں شائع کرائی جس کی بے حد پزیرائی حاصل ہوئی ۔ اس سے حوصلہ پاکر اس کا ہندی ایڈیشن بھی شائع کرایا جسے قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا اور ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔اب انہوں نے اپنی کوششوں کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے جاں نثار وطن شیخ بھکاری انصاری کی شخصیت و کردار پر '' شہید شیخ بخاری عرف شیخ بھکاری انصاری اورآزادی کی پہلی لڑائی 1857ء '' کے نام سے ایک دوسری کتاب ترتیب دے کر شائع کرا رہے ہیں جس کا یقیناً خیر مقدم کیا جانا چاہئے۔

اس کتاب میں شائع شدہ بیشتر مضامین ''صدائے انصاری'' میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں جن کی اس کتاب میں شمولیت واشاعت کی اجازت ادارے نے بخوشی دے دی ہے۔امید کی جاتی ہے کہ یہ کتاب قارئین،طلباء و محققین کے لئے مفید ہوگی اور حسب سابق اسے شرف قبولیت حاصل ہوگی۔

☆☆☆☆☆☆

Sani-E-Tipu Sultan

Shaheed Sheikh Bukhari Sheikh Bhikari Ansari

Aur Azadi Ki Pahli Ladaee 1857

M. W. Ansari IPS, Retd. D.G.
Usia-Resort (Queens Home), Koh-e-Fiza,
Ahmedabad Palace Road, Bhopal (M.P.)-462001
Mobile No. 9425245544, 07552743636

HALI PUBLISHING HOUSE
275/6, Lalita Park, Laxmi Nagar, Delhi-92
Mob.: 8800489404,8800435690
E-mail : halipublishing3@gmail.com